رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸)

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار

مملکت

ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے، ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ
سالانہ .... سے
ششماہی .... سے
سہ ماہی .... عہ

شرح چندہ
سالانہ .... سے
ششماہی .... سے
سہ ماہی .... عہ

قیمت پرانا پرچہ (۲ر)

قیمت فی پرچہ (۲ر)

جلد ۴ | ۲۵ خورداد ۱۳۵۳ ف | ۵ جمادی الاول ۱۳۶۳ھ | ۲۹ اپریل ۱۹۴۴ء شنبہ | نمبر (۳)

اسلامی ممالک میں معاشی و سیاسی انقلابات

از

سجاد ظہیر

مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک پر اس جنگ کا بہت گہرا اثر پڑا ہے۔ ان کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ وہ اقتصادی حیثیت سے بہت پست تھے۔ ان میں صنعتی ترقی کم تھی، اور ان کی زراعت بھی زیادہ تر جاگیرداری اصول کے ماتحت ہوتی تھی۔ جنگی ضروریات کے تحت ایران، عراق، فلسطین، شام، ایران اور مصر میں ایک طرف تو بہت سی قدیم صنعتوں کو ترقی ہوئی ہے اور نئی نئی صنعتیں قائم ہوئی ہیں اور دوسری طرف کھیتی کے رقبہ میں اضافہ ہوا۔ متحدہ اقوام کی فوجیں ان تمام ملکوں میں بڑی تعداد میں پڑی ہوئی ہیں۔ ایران اور عراق سے ہو کر سویٹ روس کو سامان جنگ بھیجا جاتا ہے۔ شام میں تو باقاعدہ لڑائی ہو چکی ہے۔

صنعت و زراعت

فلسطین میں جیسے ریاں، دوا، اسلامی جوتے، ہاتھی کی بوٹیں، برقی کی بیٹریاں، جوتے، ظروف سازی، شیشہ، آلات جراحی کی صنعتیں قائم ہو گئی ہیں۔ مصر میں روئی، ریشم اور کپڑے کے کارخانے کھل گئے ہیں، عراق میں کھجوروں سے تیل نکالا جا رہا ہے۔ ایران، جنوبی لبنان اور سوڈان کے ایسے حصوں میں جہاں پہلے کھیتی نہیں ہوتی تھی مشینوں کی مدد سے بڑے پیمانے پر کھیتی ہو رہی ہے۔ ایران میں سڑکیں اور ریلیں بنائی جا رہی ہیں۔ اس صنعتی اور زراعتی ترقی کے لئے سرمایہ یونائیٹڈ کنگڈم کمرشل کارپوریشن (برطانوی تجارتی انجمن) اور بعض دوسری امریکی کمپنیوں نے فراہم کیا ہے۔

ان صنعتوں، زراعت، وسائل آمد و رفت و تجارت کے بڑھنے سے ان ملکوں میں ایک تو یہ ہوا ہے کہ ترقی پسند اور آزادی خواہ درمیانی طبقہ مضبوط ہو گیا ہے۔ رجعت پسند جاگیری عناصر نسبتاً کمزور ہو گئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ دیہاتوں میں رہنے والے کسان اور مزدور نئی صنعتوں میں کام کرنے کے لئے شہروں میں آ گئے ہیں، اور صنعتی مزدوروں کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ گزشتہ سال ماورائے اردن میں کسانوں کو زمین پر ذاتی ملکیت کے حقوق بھی ملے، اس کے پہلے وہ مجبوری طور پر بڑے شیخوں کے ماتحت تھے۔

فاشزم یا جمہوریت؟

نظام معیشت کی ان تبدیلیوں کو سمجھ لینے کے بعد ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اطالوی اور جرمنی فاشزم کی پے در پے شکست، اٹلانٹک چارٹر کے وعدۂ آزادی اور سویٹ روس کی شاندار فتوحات نے مسلم عوام میں نیا جوش پیدا کر دیا ہے۔ ہر ایک مسلم قوم جاننا چاہتی ہے کہ مستقبل کی آزاد دنیا میں اس کی کیا جگہ ہوگی۔ یہ تو قومیں دیکھ رہی ہیں کہ فاشزم کی پسپائی کے ساتھ ساتھ دنیا بھر میں آزادی پسند قوتیں بڑھتی جا رہی ہیں۔ چنانچہ اسٹالن، روزویلٹ اور چرچل کے عہد نامہ طہران کے ساتھ سویٹ، امریکہ اور برطانیہ نے ایران کی مکمل آزادی اور اس کے رقبہ کی سالمیت کو برقرار رکھنے کا اعلان کیا اور اس کی ضمانت بھی کی گئی۔ نیز یہ بھی فیصلہ ہوا کہ ایران کی ہر طرح سے مالی اور مادی مدد کی جائے گی۔ رضا شاہ پہلوی کے تخت سے اترنے اور ہٹلری سازشوں کی سرکوبی کے بعد ایران میں تقریر و تحریر و اجتماع کی آزادی بھی بڑھ گئی اور ایرانی مجلس (پارلیمنٹ) جو معطل کر دی گئی تھی پھر سے برسرکار ہو گئی ہے۔ یمن میں بھی جرمن اور اطالوی فاشسٹوں نے اپنا جال بچھایا تھا۔ گزشتہ جولائی ۱۹۴۳ء میں امام یمن نے ہر ایک جرمن اور اطالوی فاشسٹ کو گرفتار کر کے اپنے ملک میں اس فتنہ کا سر کچل دیا۔

اتحاد عرب

جمہوری آزادی اور فاشسٹ دشمنی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اتحاد عرب کی تحریک مضبوط ہوتی جا رہی ہے۔

اتحاد عرب کا مقصد یہ ہے کہ عرب ملکوں میں گہرے معاشی و تہذیبی تعلقات قائم کئے جائیں۔ تجارتی مال پر درآمد کے محصول کی دیواریں توڑ دی جائیں، ڈاک، ٹیلی گراف اور پاسپورٹ ہر ملک میں یکساں ہوں، سکہ رائج الوقت ہر ملک میں ایک ہو، ہر قومی معاشی کے سلسلہ میں مصنوعی سرحدوں کی وجہ سے جو دشواریاں ہیں وہ دور کر دی جائیں۔ اس سلسلہ میں ایک نہایت اہم خبر یہ ہے کہ فلسطین کے یہودیوں میں ایک جماعت ایسی ہے جو عربوں کے ساتھ مل کر رہنا چاہتی ہے۔ وہ قومی وطن (صیہونی) تحریک کے ان لیڈروں کی مخالف ہے جو برطانوی اور امریکی سرمایہ داروں کے سہارے پر فلسطین کو محکوم رکھنا چاہتے ہیں۔ اس ترقی پسند یہودی جماعت کے رہنما ڈاکٹر میگنس ہیں۔ ان کی تجویز یہ ہے کہ لبنان، شام، فلسطین اور ماورائے اردن کو ملا کر ایک ریاست بنا دی جائے، اور پھر یہ ریاست عراق اور مصر اور دوسری عرب ریاستوں کے ساتھ ایک وفاق قائم کرے۔ حکومت عراق نے بھی اسی قسم کی تجویز پیش کی ہے۔ نحاس پاشا، وزیر اعظم مصر نے دسمبر ۱۹۴۳ء میں ایک بیان دیا تھا کہ فلسطین میں یہودیوں کی موجودگی ایک واقعہ ہے جسے عربوں کو تسلیم کر لینا ہے۔ یہودیوں کا فرض ہے کہ وہ عربوں سے میل جول کی کوشش کریں۔

بقیہ صفحہ (۱۶) پر

مملکت
ہفتہ وار

جلد ۴ ۲۵ خورداد ۱۳۵۳ف نمبر ۳

پہلے مفاہمت بعد وزارت

ہمیں خبر نہیں کہ باب حکومت میں دو غیر سرکاری ارکان کے اضافہ کی افواہ کس بنا پر چلی۔ گزشتہ ہفتہ یونائٹڈ پریس نے وثوق کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اس اضافہ کا کوئی فوری امکان نہیں ہے۔ البتہ اس امر کی ضرور تصدیق ہوتی ہے کہ یہ مسئلہ ایک طویل پس منظر رکھتا ہے اور ایک عرصہ سے ایک تجویز کی صورت حاصل۔ یہی سبب ہے کہ ہر کچھ کوئی وقت تقررات کو عمل میں لا کر اس تجویز کو عملی جامہ پہنایا جائے گا تب اس وقت ہوگا۔ یونائٹڈ پریس کے اس بیان کے بعد اس افواہ کی اہمیت گھٹ جاتی ہے کہ باب حکومت میں کوئی فوری تغیر ہونے والا ہے تاہم یہ موضوع ایسا ہے کہ اس کے متعلق چند امور کا ذکر کر دینا نامناسب نہ ہوگا۔

ایک ہندو اور ایک مسلم پبلک کارکن کو باب حکومت میں جگہ دینے کا مسئلہ کوئی بالکل نیا مسئلہ نہیں ہے۔ اس سے قبل بھی اس مسئلہ پر اعلیٰ حلقوں میں کافی غور و خوض ہو چکا ہے مگر یہ تجویز اس وجہ سے روبہ عمل لائی نہ جا سکی کہ اتحاد المسلمین اور ہندو پبلک کارکنوں کے مابین مفاہمت کی کوشش کامیاب نہیں ہوئی۔ اگر یہ کوشش کامیاب ہو جاتی تو شاید سر اکبر حیدری مرحوم اپنے صدر اعظم ہونے کے دور صدارت عظمیٰ میں غیر سرکاری ارکان باب حکومت کو شریک کرتے گئے ہوتے۔

جن لوگوں نے حیدرآباد کے ہندو مسلم مسئلہ کا غور سے مطالعہ کیا ہے وہ ہماری اس رائے سے ضرور اتفاق کریں گے کہ اتحاد المسلمین یا ہندو اداروں کے نمائندے اسی وقت وزارت کی کرسی پر بیٹھ سکتے ہیں جبکہ حیدرآباد کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں سیاسی اور معاشی مسائل سے متعلق کوئی مناسب اور قابل عمل سمجھوتہ ہو جائے۔ حیدرآباد کی حکومت ہمیشہ غیر فرقہ وارانہ نقطۂ نظر کی حامل رہی ہے۔ پس ایسی حکومت میں فرقہ وارانہ اداروں کے کارکن صرف اس وقت شریک کئے جا سکتے ہیں جبکہ وہ دوسرے فرقے کے لیڈروں سے سمجھوتہ کر لیں۔ ایسے سمجھوتے کے بغیر اگر مولوی بہادر خاں صاحب یا مسٹر کاشی ناتھ راؤ ویدیہ کو دعوت وزارت دی جائے تو یہ سمجھا جائے گا کہ حکومت اپنے دیرینہ غیر فرقہ وارانہ مسلک سے ہٹ کر فرقہ وارانہ لیڈروں سے اس وقت سمجھوتہ کر رہی ہے جبکہ یہ فرقہ وارانہ لیڈر آپس میں سمجھوتہ کرنے پر تیار نہیں ہیں۔ پبلک کارکنوں کی خدمت میں بھی ہماری پہلی گزارش یہ ہے کہ وہ ایک ایسا سمجھوتہ کر لیں جس سے ہندو مسلم مفادات میں ہم آہنگی پیدا ہو سکے اپنے آپ کو وزارت کی کرسی کا مستحق ثابت کریں۔ مولوی بہادر خاں صاحب یا مسٹر ویدیہ کے نام ہم نے مثال کے طور پر پیش کئے ہیں۔ یہی نظریہ مولوی ابوالحسن سید علی یا مسٹر بی رام کشن راؤ پر بھی صادق آتا ہے۔ اگر فرقہ وارانہ مفاہمت کے بغیر فرقہ وارانہ لیڈروں کو باب حکومت میں جگہ دی گئی تو ہمیں اندیشہ ہے کہ فرقہ وارانہ مسئلہ اور پیچیدہ ہو جائیگا اور ملک کی عام پبلک زندگی بری طرح متاثر ہوگی۔

برطانوی ہند میں بھی جب کانگریس اور مسلم لیگ میں سمجھوتہ نہ ہو سکا تو حکومت ہند نے کانگریس اور مسلم لیگ کو چھوڑ کر ایسے افراد کو وائسرائے کی کونسل کی رکنیت کے لئے منتخب کیا جو کسی خاص سیاسی یا فرقہ وارانہ جماعت سے متعلق نہ رہتے ہوئے اصابت رائے، قابلیت اور مسائل عامہ سے واقفیت کے معیار پر پورے اترتے تھے۔ ہم اس کے قائل نہیں کہ حیدرآباد ہر معاملہ میں برطانوی ہند کی تقلید کرے لیکن اس خاص مسئلہ میں ہمارا بھی یہی رجحان ہے۔

فرقہ وارانہ اداروں کے نمائندوں سے ہٹ کر جب ہم باب حکومت کے لئے دو نام —— ایک ہندو اور ایک مسلمان —— تلاش کرنے لگتے ہیں تو ہماری نظر سب سے پہلے نواب علی نواز جنگ بہادر اور راجہ شامراج پر پڑتی ہے۔ یہ دو اصحاب ایسے ہیں جنہیں ہندو اور مسلمان دونوں پسند کرتے ہیں حالانکہ ان کا تعلق کسی سیاسی جماعت سے نہیں ہے۔ وکلاء کے طبقہ پر نظر ڈالی جائے تو نواب اکبر یار جنگ بہادر اور رائے سری کشن بیرسٹر کے نام سامنے آتے ہیں۔ اگر ایسے پبلک کارکنوں کی تلاش ہو جو مسائل عامہ سے گہری اور عملی دلچسپی رکھنے کے باوجود فرقہ وارانہ اداروں سے بے تعلق رہتے ہیں تو مولوی اکبر علی خاں صاحب بیرسٹر اور دیوان بہادر آرواموداآئنگار کے نام پیش کئے جا سکتے ہیں۔ اگر ایسے افراد کی تلاش ہو جو معاشی مسائل سے قریبی اور گہرا تعلق رکھتے ہیں تو مسٹر وگل و پنگل مارینڈی اور مولوی نائق علی صاحب پیش کئے جا سکتے ہیں۔

اگر یونائٹڈ پریس کا یہ بیان صحیح ہے کہ یہ مسئلہ ایک طویل پس منظر رکھتا ہے اور ایک عرصہ سے ایک تجویز کی صورت میں حکومت کے سامنے ہے اور حکومت کے غور و فکر کا موضوع بنا ہوا ہے تو ممکن ہے کہ ہمارے یہ خیالات حکومت کو غور و فکر میں اور ایک صحیح نتیجہ پر پہنچنے میں مدد دیں لیکن ایک امر پر ہم شدت کے ساتھ اصرار کرنے کا حق رکھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ مفاہمت کے بغیر ہندو یا مسلم فرقہ وارانہ لیڈروں کو باب حکومت میں جگہ دینا اس امر کے مترادف ہوگا کہ وہ فرقہ وارانہ جنگ جو اب تک باب حکومت کے باہر جاری ہے آئندہ باب حکومت کے اندر بھی اپنے اثرات کو ہوا دے گی۔ اور ان سب روز روز لڑائیوں کا رد عمل حیدرآباد کی پبلک زندگی پر بہت برا ہوگا۔

مولوی بہادر خاں صاحب نے پھر ایک بار مفاہمت سے انکار کیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنی ایک حالیہ تقریر میں فرمایا کہ:-

"میں اس کا کیا علاج کروں کہ دکن کے ہندو وزعماء کی عقلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں اور وہ اس کے لئے تیار نہیں کہ ذمہ دار حکومت کے تصور سے دستبردار ہو کر کسی عمومی فرقہ حکومت میں مسلمانوں کے ساتھ بیٹھیں اور اپنے اخلاص نیت اور بے لوثی کا عملی ثبوت دے کر مسلمانوں کے اعتماد کو حاصل کریں۔ جس دن وہ مسلمانوں کے اس اعتماد کو حاصل کر لیں گے اور مسلمانوں کو یہ یقین ہو جائے گا کہ ہندو اکثریت میں ہونے کے باوجود حیدرآباد میں ان کا تاریخی، ثقافتی اور روایاتی مقام محفوظ ہے اس دن میں پہلا شخص ہوں گا جو ہندوؤں کے مطالبہ کی بنا پر نہیں بلکہ اپنے طبعی میلان کی بنا پر ذمہ دارانہ حکومت کا مطالبہ کروں گا۔"

مولوی بہادر خاں صاحب کی اس تقریر کے جواب میں مسٹر راما چاری نے ایک صحافتی بیان جاری کیا۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسٹر راما چاری کا جواب صرف مسٹر راما چاری کا جواب تھا۔ اگر مسٹر راما چاری اپنے رفقائے کار کو اپنا ہم خیال بنانے میں کامیاب ہو سکے

...ان کی اور ملک کی بدقسمتی ہے۔ اس خصوص میں سیاسی جماعت [illegible] اور ترقی نے چند ہفتے قبل اپنی ایک قرار داد کے ذریعہ ملک کے [illegible] کونوں سے اپیل کی تھی کہ:۔

"مملکت آصفیہ کے خاص حالات کے لحاظ سے فرقہ واری یا لسانی بنیادوں پر سیاسی جماعت بندی مملکت آصفیہ کے دیرینہ روایات کے نہ صرف منافی ہے بلکہ ملک کے بہترین مفاد کے لئے خطرناک بھی۔ مجلس عاملہ ایک مرتبہ پھر ملک کی دیگر سیاسی جماعتوں سے یہ خواہش کرتی ہے کہ وہ باہمی گفتگو اور سمجھوتے سے سیاسی مسائل کو طے کرنے کی کوشش کریں۔ آندھرا مہاسبھا، مرہٹواڑہ اور کرناٹک کانفرنسوں نے جو ایک مشترکہ کمیٹی قائم کی ہے اس سے اس رجحان کی نامبرداری ہے کہ حیدرآباد کو مشترکہ سیاسی اداروں کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں جو مساعی دور [illegible] سابق میں ہوتی رہی وہ امید افزا ہیں۔ مجلس عاملہ کو توقع ہے کہ تینوں کانفرنسوں کی مشترکہ کمیٹی ایک کل حیدرآباد ادارے کے قیام کی طرف قدم اٹھائے گی۔"

ان تینوں کانفرنسوں کی مشترکہ کمیٹی کے [illegible] سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مفاہمت کے لئے تیار نہیں ہے۔ اس کے باوجود ان تینوں کانفرنسوں کے قائدین بھی [illegible] حکومت کی کمیٹی [illegible] خوشنود ہیں جیسا کہ مسٹر [illegible] راؤ کے ایک صحافتی بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔

بہرحال اگر ہندو مسلم مفاہمت سے قطع نظر کر کے عوامی عنصر کو اب حکومت میں شریک کرنے کا تصفیہ کسی وقت کیا جائے [illegible] کہ وہ [illegible] لانے کی صحیح صورت یہی ہو سکتی ہے کہ مجلس مقننہ کو پہلے [illegible] وجود میں لایا جائے اور اس کے بعد [illegible] مجلس مقننہ کے ارکان میں سے منتخب کئے جائیں۔ اس خصوص میں ہم [illegible] کی اس رائے سے بالکل متفق ہیں کہ بہترین [illegible] کی براہ راست اب حکومت [illegible] تو ان کی عوامی حیثیت نا قابل اعتبار [illegible] ہے۔ لیکن اگر کوئی [illegible] کا لیڈر بھی [illegible] حاصل کر کے اب حکومت کی کرسی تک پہنچتے تو [illegible] کی عوامی حیثیت [illegible] ہو جائے گی۔ [illegible] نمائندگی کی اس [illegible] کہ حکومت کی تشکیل میں عوام کے نمائندوں کی شرکت بے معنی ہوتی ہے۔"

ہماری یہ [illegible] اس تصور پر مبنی ہے کہ [illegible] شرکت [illegible] مشتمل [illegible] مفاہمت [illegible] نمائندگی کا حق [illegible] ہوگا۔

سرخ فوج نے کریمیا کو نازیوں سے آزاد کرالیا

کریمیا کی جنگ آزادی اپنی آخری منزل میں ہے پچھلے ہفتے روسی فوجوں نے مشرقی کریمیا میں فیوڈوسیا اور خالتا پرول جھنڈا لہرایا اور کریمیا کی راجدھانی سمفروپول کو آزاد کرایا۔ تازہ ترین اطلاع یہ ہے کہ بالک لاوا پر بھی سوویت قبضہ ہو چکا ہے اور سباستوپول میں لڑائی ہو رہی ہے۔ جو کریمیا کی آخری بندرگاہ ہے جہاں ابھی تک نازی مقابلہ کر رہے ہیں لیکن ماہرین جنگ کا خیال ہے کہ سباستوپول میں لڑنے سے نازیوں کا صرف یہ مقصد ہے کہ اس مدت میں وہ رومانیہ کی مورچہ بندی کر سکیں۔

لیکن جنگ کے فوجی جزلوں کی ساری تدبیری اُلٹی ہو رہی ہیں سرخ فوج کی رفتار اتنی تیز ہو گئی ہے کہ اب نازیوں کو بھاگنے کی بھی مہلت نہیں ملتی چنانچہ ۱۴ اپریل سے قبل تک ۱۰ ہزار جرمن سپاہی کریمیا میں قید ہو چکے تھے میدان جنگ میں کام آنے والوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ اب خالتا اور بالک لاوا وغیرہ میں جو نازی گرفتار ہوئے ہیں ان کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہوگی۔ اور جس دن کریمیا پوری طرح آزاد ہوا اور بحر اسود کا روسی بیڑا کریمیا کے ساحل سے فارغ ہوا اسی دن روسی فوجیں رومانیہ کے ساحلی علاقوں کی طرف یلغار کریں گی۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ کریمیا کے علاوہ دوسرے مورچوں پر خاموشی ہے۔ جنرل مالی نوسکی کی فوجیں اوڈیسہ پر قبضہ کرنے کے بعد شرقی رومانیہ کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ انھوں نے دریائے ڈینسٹر کے ساحلی شہر تیرس پول کو آزاد کرانے کے بعد دریا کے مغربی ساحل پر قدم جما لیا ہے اور کشینیف پر روسی قبضہ ہونے ہی والا ہے۔ انھوں نے کشینیف کو گھیر لیا ہے۔ روسی فوجیں رومانیہ کے ریلوے جنکشن سے صرف [illegible] میل دور ہیں۔

وسط میں سرخ فوج نے تارنوپول پر قبضہ کر لیا ہے اور اب وہ لووف کی طرف بڑھ رہی ہے۔ اور شمال میں گرودوک کے مقام پر لڑائی ہو رہی ہے اور جنوب مشرق میں چیکوسلوواکیہ کی سرحد پر کولومیا کے مقام پر جنگ جاری ہے۔ مارشل ژوکوف کا مقصد یہ ہے کہ نازیوں کو کوہ کارپیتھیا کے مشرق میں گھیر لیا جائے تاکہ جرمن فوج کو جرمنی میں پناہ نہ لینے پائے۔

رومانیہ کے مورچے پر روسی فوجوں کا فوری مقصد یہ ہے کہ دریائے ڈینیوب کی وادی کو نازیوں سے آزاد کرالیا جائے جس کے بعد تیل کے چشموں سے صرف [illegible]

قبضہ ہو جانے سے نازیوں پر بڑی ضرب لگے گی کیونکہ جنگ کے لئے ۵۰ فیصد تیل کو وغیرہ، رومانیہ کے یہی چشمے نازیوں کو فراہم کرتے ہیں۔ خبر آئی ہے کہ مارشل ژوکوف کی فوجیں رومانیہ کے تیل کے چشموں سے صرف ۳۰ میل دور ہیں۔

الجیریا میں مسلمان اور فرانسیسی

خواتین کی مشترکہ یونین

الجیریا (ذریعہ ڈاک)

الجیریا کے اخبار "ایکو" میں مدیرہ ادارہ نے حسب ذیل مضمون شائع کیا ہے۔ ہر شخص جو مسلمان اور فرانسیسی خواتین کی مشترکہ یونین کی مختلف سرگرمیوں سے واقف ہے اسے اس کا اعتراف ہوگا کہ اس یونین کے ارکان کا کام دوستی اور عمل میں باہمی اتفاق کے اصولوں پر مبنی ہے۔ میں نے اگست سے کئی سال پہلے اس انجمن کا دفتر دیکھا تھا۔ میں اُن کی اس جدوجہد کی شاہد ہوں جو وہ اپنے آپ کو برقرار رکھنے کے لئے کر رہی ہیں تاکہ تاریک ترین ساعتوں میں بھی مسلمان عورتیں اور بچے کس مپرسی میں نہ رہ جائیں۔

بقیہ مسلسل صفحہ (۱)

ممالک محروسہ کی زرعی معاشیات

کو ترقی دینے کی کوشش

پانچ اسکیمیں نافذ کی گئی ہیں

تحقیقات و تجربات اور مفید مظاہرے سررشتہ زراعت سرکار عالی کے فرائض میں داخل ہیں اور یہ سررشتہ اس امر کی پوری کوشش کرتا ہے کہ ممالک محروسہ کی زرعی معاشیات کو ترقی دینے کے لئے نئی اسکیمیں نافذ کرے اور پرانی اسکیموں کو بھی حسب ضرورت وسعت و ترقی دے۔ ان اسکیموں پر نہ صرف کثیر رقم صرف ہوتی ہے بلکہ انہیں کامیاب بنانے کے لئے بڑی محنت و جانفشانی سے کام بھی کیا جاتا ہے فی الحال سررشتہ زراعت نے مرکزی مجلس تحقیقات زرعی کے تعاون سے پانچ مختلف اسکیمیں نافذ کی ہیں جن کے کل مصارف ۴ لاکھ روپے ہیں۔ یہ اسکیمیں آلو کی کاشت میں اضافہ، روغن دار تخموں کے پودوں کو کیڑوں سے محفوظ رکھنے کی تدابیر، چاول کی کاشت کی وسعت و ترقی اور خشک اراضی پر کاشتکاری جیسے امور سے متعلق ہیں۔

آلو کی کاشت کو وسعت دینے کی اسکیم

آلو کی کاشت کو وسعت دینے کے لئے جو اسکیم نافذ کی گئی ہے اس کے مصارف کا تخمینہ ۲۰۰۰۰ روپے ہے۔ اس اسکیم کے تحت سررشتہ زراعت نے شملہ اور دوسرے مقامات سے ۲۰۰۰ تھیلے تخم بھی منگوائے جو اضلاع بیدر، نظام آباد اور اورنگ آباد جیسے مواضعات میں آلو کی کاشت کرنے والوں کو بطور تقاوی تقسیم کئے گئے اور تقریباً ۴۰۰ ایکر اراضی پر ان کی کاشت کی گئی ہے۔ یہ تخم گزشتہ سال کے آخر میں بوئے گئے تھے اور اس سال کے شروع میں فصل تیار ہو گئی۔ زیادہ تر حصوں میں فصل کی حالت اطمینان بخش رہی۔ آلو کی فروخت کے لئے حکومت نے مناسب قیمت مقرر کر دی ہے اور سررشتہ زراعت کے توسط سے فروخت کا انتظام کیا جاتا ہے اس طرح درمیانی اشخاص کو حصہ لگانے کا موقع نہیں ملتا اور کاشتکار زیادہ منافع حاصل کرتے ہیں۔

آلو کی نمائش

سررشتہ زراعت کی رہنمائی میں آلو کی کاشت کرنے والوں نے ایک انجمن بھی قائم کی ہے۔ اس انجمن کی جانب سے بلارم میں آلو کی ایک نمائش بھی منعقد کی گئی تھی۔ انجمن کے صدر معتمد [illegible] باگا ریڈی نے نمائش کے لئے اپنے کھیتوں کے آلو روانہ کئے تھے یہ کھیت بلارم کے ریلوے اسٹیشن سے بہت قریب ہیں۔ نمائش گاہ کو بہت خوبی سے آراستہ کیا گیا تھا اور اشیاء نمائش دلکش طریقہ پر رکھی گئی تھیں۔ نمائش گاہ سے متصل ایک کھیت میں آلو کی کاشت کے مقامی طریقوں کا مظاہرہ بھی کیا گیا تھا کاشتکاروں نے اس نمائش میں بہت دلچسپی لی اور مختلف مقامات سے ایک سو سے زیادہ اشیاء نمائش میں رکھی گئیں۔

اس نمائش میں جو چیزیں شریک تھیں ان کا ایک کمیٹی نے معائنہ کیا اور متعدد انعامات دیئے۔ نمائش کا خاص مقصد یہ تھا کہ کاشتکار آلو کی کاشت سے زیادہ دلچسپی لیں اور آئندہ زیادہ مقدار میں اس کی کاشت کرنے لگیں تاکہ اس سے مقامی ضروریات پوری ہو سکیں۔

پودوں کے امراض سے متعلق اسکیم

پودوں کو کیڑوں اور دوسرے امراض سے محفوظ رکھنے کے خیال سے سررشتہ زراعت سرکار عالی اور مرکزی مجلس تحقیقات زرعی نے متعدد اسکیمیں منظور کی ہیں۔ جن کے مصارف کا تخمینہ ۹۰۰۰۰ روپے ہے اور جو دو سال تک نافذ رہیں گی۔

ان میں سے ایک اسکیم کے مطابق یہ دریافت کیا جا رہا ہے کہ ممالک محروسہ کے مختلف حصوں میں ارنڈ اور دوسرے روغنی تخموں کے پودوں کو مختلف امراض اور کیڑوں کی وجہ سے کس قدر نقصان پہنچ رہا ہے۔ چنانچہ ہر فصل کی کیفیت، نقصان کی نوعیت اور موسمی حالات کے متعلق مواد فراہم کیا جا رہا ہے اور ان امراض کو دور کرنے کے لئے مناسب طریقے اختیار کئے جا رہے ہیں۔ پیداوار کے ذخیروں کو نقصان پہنچانے والے اسباب ختم کرنے پر خاص طور سے توجہ کی جا رہی ہے۔

تجربات جاری رہیں گے۔

ہندوستان میں ارنڈ کی کاشت کو ترقی دینے کی موجودہ اسکیم کی مدت عنقریب ختم ہو جائے گی اس لئے حکومت سرکار عالی اور مرکزی مجلس تحقیقات زرعی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس اسکیم کو مزید پانچ سال کی توسیع دی جائے۔ اس اسکیم کی وجہ سے ۷۰۰۰۰ روپے کے مصارف عائد ہوں گے اور جب سابق حمایت ساگر، پربھنی اور سنگا ریڈی کے سرکاری مزرعوں اور مختلف اضلاع میں کاشتکاروں کے کھیتوں میں حسب ذیل امور سے متعلق تجربات کئے جائیں گے۔

۱۔ حیدرآباد اور ہندوستان کے دوسرے حصوں میں کاشت کرنے کے لئے ارنڈ کی ایسی اقسام کی دریافت جن سے زیادہ مقدار میں تیل نکل سکے اور مقدار پیداوار میں بھی اضافہ ہو جائے۔

۲۔ ارنڈ کی پیداوار اور تیل کی مقدار کو متاثر کرنے والے اسباب کی دریافت اور اس کی کاشت سے متعلق مختلف مسائل کے بارے میں تحقیقات۔

۳۔ حیدرآباد اور ہندوستان کے دوسرے موزوں علاقوں میں تقسیم کے لئے ارنڈ کی بہتر قسم تیار کرنا اور اس کے تخم کی کثیر مقدار میں فراہمی۔

چاول کی کاشت کو ترقی دینے کی اسکیم

مرکزی مجلس تحقیقات زرعی کے اشتراک عمل سے حکومت سرکار عالی نے ممالک محروسہ میں چاول کی کاشت کو ترقی دینے کی ایک اسکیم پانچ سال کے لئے منظور کی ہے جس کے مصارف کا تخمینہ ۳۲۰۰۰ روپے ہے اور [illegible] بشرح نصف سے اس اسکیم کو نافذ کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس اسکیم کا خاص مقصد یہ ہے کہ اضلاع ورنگل اور کریم نگر کی ضروریات پوری کرنے کے لئے چاول کی ایسی قسمیں دریافت کی جائیں جن کی فصل بہت دیر میں تیار ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم کیا جائے کہ ان اقسام کے لئے کس قسم کی کھاد کی ضرورت ہے۔ تجرباتی کام ورنگل کے سرکاری مزرعہ میں انجام دیا جائے گا۔

خشک اراضی کی کاشت سے متعلق اسکیم

حیدرآباد میں خشک اراضی کی کاشت سے متعلق تحقیقات کرنے کی اسکیم کی مدت ۳۰ جون ۱۹۴۶ء کو ختم ہو گی۔ اس لئے حکومت سرکار عالی اور مرکزی مجلس تحقیقات زرعی نے اس اسکیم کو مزید دو سال کے لئے توسیع دینے کا فیصلہ کیا ہے اور اس کی وجہ سے ۴۰۰۰۰ روپے مصارف عائد ہوں گے۔ اس اسکیم کے تحت ایسے مختلف طریقوں کا مطالعہ کیا جا رہا ہے جو خشک اراضی پر کاشتکاری کو ترقی دینے کے لئے مفید ہوں۔ چنانچہ اضلاع بالخصوص عثمان آباد، اورنگ آباد میں کاشتکاروں کے کھیتوں میں مختلف تجربات کئے جا رہے ہیں۔

مسلمانانِ ہند کے تعلیمی مسائل

فنی اداروں کے قیام کی ضرورت

مسٹر عزیز الحق نے کل ہند مسلم ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ [illegible] کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا:۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں مرکزی مشاورتی مجلس تعلیم نے ہندوستان کے ماہرین تعلیم کی ایک اسکیم مرتب کی ہے۔ یہ بھی ایک فکر ہے لیکن اس ملک کے تعلیمی ترقی سے دلچسپی رکھنے والوں کو چاہئے کہ اس رپورٹ کا احتیاط کے ساتھ مطالعہ کریں۔ اس کا انحصار زیادہ تر اس امر پر ہے کہ اس اسکیم کو صوبائی یا مرکزی جانب سے کس طرح عمل میں لایا جاتا ہے۔ لیکن اب وقت آگیا ہے کہ ہم یہ معلوم کریں کہ اس اسکیم کا مسلمانوں پر بحیثیت مجموعی کیا اثر مرتب ہوتا ہے تاکہ ہم اپنے مخصوص مسائل کی روشنی میں جہاں تک ممکن ہو اس اسکیم کے متعلق اپنے خیالات پیش کرسکیں۔

اب اس کا وقت بھی آگیا ہے کہ ہم ایسے قابل اور ہونہار نوجوانوں کو اکٹھا کریں جو سائنٹفک اور فنی تحقیقات میں مصروف ہوسکیں اور اس غرض کے لئے ایک ادارہ کے قیام کی ضرورت ہے جو مسلم طلبہ اور سائنٹفک اور فنی تحقیقاتی کام کرنے والوں کے لئے سہولتیں بہم پہونچا سکے۔ ایسے ادارہ میں تحقیقات کا پورا ساز و سامان اور موزوں اساتذہ کی ضرورت ہوگی۔ مجھے یقین ہے کہ اگر ایسا ادارہ قائم ہوجائے تو اعلیٰ سائنٹفک اور صنعتی تحقیقات میں مسلم طلبہ بہت جلد امتیاز حاصل کرلیں گے۔ مستقبل کے ہندوستان میں معاشی خوشحالی، صنعتی تنظیم اور عوام کی خوشحالی کا انحصار زیادہ تر سائنٹفک اور صنعتی تحقیقات پر ہوگا۔ یہ وقت ایسا ہے کہ ہمیں اس امر کی کوشش کرنی چاہئے کہ مسلم طلبہ، اساتذہ اور تحقیقاتی کام کرنے والوں کے لئے مناسب انتظامات عمل میں لائے جائیں۔

کچھ عرصہ سے ایسے ادارہ کے قیام کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی تھی، اور اس مسئلہ پر ایک کمیٹی نے جو دہلی میں منعقد ہوا تھا بحث بھی کی ہے۔ کمیٹی پروفیسر [illegible] ڈی ایل، مسٹر ضیاء الدین احمد، مسٹر شافع، سر [illegible] سروپ بھٹناگر، سر جے۔ سی۔ گھوش، ڈاکٹر ذاکر [illegible]، ڈاکٹر سلیم الزماں صدیقی، ڈاکٹر ایم۔ اے۔ حمید، ڈاکٹر [illegible]، مسٹر غلام محمد وزیر مالیات حیدرآباد دکن، مسٹر [illegible] وزیر اعظم رامپور، مسٹر شعیب قریشی وزیر بھوپال پر مشتمل تھی اور میں اس کمیٹی کا صدر تھا۔ ڈاکٹر [illegible] کے سوا باقی تمام ارکان کمیٹی کے جلسہ میں شریک تھے۔ کمیٹی متفقہ طور پر اس نتیجہ پر پہونچی کہ ایک ادارہ سائنٹفک [illegible] انسٹی ٹیوٹ کے نام سے بمقام علی گڑھ قائم کیا جائے تاکہ مسلم طلبہ کے لئے سائنٹفک، فنی اور صنعتی تحقیقات کے لئے سہولتیں بہم پہونچائی جائیں۔ منشا یہ ہے کہ یہ ادارہ صرف تحقیقاتی ادارہ ہو جیسا کہ بنگلور میں ہے۔ اس ادارہ میں صرف ایسے طلبہ اور تحقیقاتی کام کرنے والے شریک کئے جائیں جنھوں نے جامعہ علی گڑھ یا ہندوستان کی کسی دوسری جامعہ سے بی ایس سی یا ایم ایس سی کی ڈگری حاصل کی ہو۔ چونکہ اس مجوزہ ادارہ میں ایسا تحقیقاتی کام ہوگا جو جامعہ کے نصاب سے باہر ہے اور چونکہ جامعہ علی گڑھ کے نصاب میں زیادہ وسعت کی گنجائش ہے اور اس لحاظ سے کہ جامعہ علی گڑھ کے مالیات محدود ہیں متفقہ طور پر یہ طے کیا گیا کہ اس جدید ادارہ کا کوئی بار جامعہ علی گڑھ کے مالیات پر نہ پڑے۔ یہ ایک جداگانہ ادارہ ہوگا جو نہ تو مسلم یونیورسٹی سے مالی امداد لے گا اور نہ مسلم یونیورسٹی کے آگے ذمہ دار ہوگا۔ اس کی ایک مستقل انتظامی مجلس ہوگی جو مسلمانان ہند کے نمائندوں پر مشتمل ہوگی۔ اس مجوزہ ادارہ میں مسلم طلبہ کے لئے طبعیات، کیمیا اور حیاتیات کے مختلف شعبوں میں اعلیٰ تعلیم اور تحقیقات کی سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ اس ادارہ کا اصل مقصد تحقیقاتی کام کرنے والے مسلم طلبہ کے لئے سہولتیں فراہم کرنا ہے تاہم یہ تمام فرقوں کے لئے کھلا رہے گا۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ایسے ادارہ کے لئے کم از کم دس لاکھ کی غیر متواتر رقم درکار ہوگی اور اس کے قیام سے پہلے تین لاکھ کی متواتر رقم اور دو لاکھ محفوظ فنڈ کے لئے حاصل کرنے ہوں گے۔ اس اسکیم کے سائنٹفک اور فنی تفصیلات مرتب کرنے کے لئے ماہرین کی ایک کمیٹی تشکیل دی جاچکی ہے ایک اور کمیٹی اس کے انتظامی اور مالی تفصیلات مرتب کر رہی ہے۔

مسلمانوں کے تعلیمی مسائل پر بحث کرتے ہوئے ہمیں موجودہ تعلیمی اداروں کی بعض خصوصیات کو نظرانداز کرنا چاہئے۔ کتابوں اور امتحانات پر زیادہ زور دینا، پیشہ ورانہ تعلیم کے مقابلہ میں عام تعلیم کیطرف رجحان، تعلیم میں دیہی سے زیادہ شہری پس منظر کا لحاظ، ناقص غذا، اور ناکافی جسمانی تربیت موجودہ نظام تعلیم کی چند نمایاں برائیاں ہیں۔ ان نقائص سے قطع نظر مسلم طلبہ کو بعض مقامات پر ایسی کتابیں پڑھنی پڑتی ہیں جو مسلمانوں سے کوئی مناسبت یا ہمدردی نہیں رکھتیں۔ ایک بچہ کے ذہن پر ابتدائی نقوش ایسی درسی کتاب سے نہیں پڑنے چاہئیں جو اس کی تہذیب اور نظام معاشرت سے ہمدردی نہ رکھتی ہو۔ یا تو وہ اپنے ماحول کے خلاف آمادہ بغاوت ہوجاتا ہے یا دنیا کو اپنا دشمن سمجھنے لگتا ہے۔

مسلم علماء، ماہرین تعلیم اور اساتذہ کی حوصلہ افزائی کے لئے حکومت کو کوشش کی جانی چاہئے کہ وہ مدارس اور کالجوں کے لئے موزوں درسی کتابیں تیار کریں اور اپنی تحقیقات اور مطالعہ کے نتائج کو شائع کریں۔

مجھے یقین ہے کہ آپ مجھ سے اس امر میں متفق ہوں گے کہ اب وقت آگیا ہے کہ مسلمانوں کے موجودہ تعلیمی مسائل کا حل دریافت کرتے وقت ہم تھوڑے سے مطالعہ باطن سے کام لیں۔ ماضی میں ہم حکومت اور عہدہ داران مقتدر پر بہت زیادہ انحصار کرتے رہے ہیں۔ ہم نے اپنے آپ پر بھروسہ نہیں کیا۔ ہم نے ایسے نقادوں کا فرض انجام دیا جنھیں اپنی قوت پر بھروسہ نہ ہو۔ ہم نے بڑے بڑے لائحہ عمل اور اسکیم مرتب کئے لیکن کیا ہم نے ان کو کبھی عملی جامہ پہنایا!

عورتوں کے لئے فزیکل کالج

حیدرآباد۔ [illegible]۔ سررشتہ تعلیمات نے بلدہ حیدرآباد میں عورتوں کے لئے ایک جدید فزیکل کالج قائم کرنے کا انتظام کیا ہے جس کا افتتاح [illegible] سے عمل میں آئے گا۔ اس ادارہ کی صدر معلمہ تربیت یافتہ خاتون ہوں گی۔ ہر سال سررشتہ ہذا کی معلمات کے علاوہ دیگر کامیاب خواتین کا بھی انتخاب کیا جائے گا۔ ادارہ مذکور میں پردہ کا معقول انتظام رہے گا۔

امیدوار خواتین کا انتخاب بذریعہ امتحان و مسابقت عمل میں آئے گا۔ معائنہ طبی [illegible] خواتین کریں گی۔ امیدواروں سے کوئی فیس تعلیمی نہیں لی جائے گی بلکہ بنظر ترغیب ان کو دوران ٹریننگ معقول وظیفہ تعلیمی دیا جائے گا۔

ٹریننگ کی مدت ایک سال تعلیمی ہوگی اور بعد کامیابی ٹریننگ تقرر طلب جائدادوں پر ان کا تقرر کیا جائے گا۔ وظیفہ پانے والے امیدواروں کو رخصت بیماری کے سوا اور کسی قسم کی رخصت نہیں دی جائے گی۔

لہذا جو میٹرک کامیاب امیدوار خواتین [illegible] کے ساتھ ٹریننگ حاصل کرنا چاہتی ہوں وہ اپنی درخواست معہ نقول اسناد و صداقتنامہ ملکی و طبی دفتر نظامت تعلیمات میں [illegible] تک پیش کرسکتی ہیں۔ تاریخ اور مقام امتحان و انٹرویو کی اطلاع بذریعہ ڈاکخانہ بعد میں دی جائے گی۔ اس کے علاوہ تفصیلات مہتمم متعلقہ سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

(محکمہ اطلاعات)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

"اس بیان سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا مسٹر وناک راؤ کی رائے میں ملک کے تمام فرقے ابھی تک رہیں ہیں کہ جب باب حکومت کی شاخ شاخ پر عہدوں کے پھل پکیں گے تو وہ پھل اس دن تمام فرقوں کے لیڈروں کو تقسیم کر دئے جائیں گے۔ عہدوں کی اس کمی گری سے ہم ناواقف نہیں ہیں۔ اس لئے سارے ہندوستان کے فرقوں کو بتا دیا تھی کہ کانگریس جیسی جماعت کے پاؤں بھی عہدوں کے اسی فرش میں لغزش کرنے لگے تھے۔" (پیام)

ہفتہ گزشتہ کی اہم خبر یہ ہے کہ قائد ملت اور ہز ہائی نس میں گفتگو ہوگئی۔ دارالسلام میں وہ منظر قابل دید تھا جبکہ دونوں لیڈر ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے۔

بڑے مزہ کا ملاپ ہے سنگھ سے ہوتے جنگ ہوگی۔

ایک مراسلہ نگار نے راجہ بہادر وینکٹ راما ریڈی کا مدعا مسلک الفاظ ذیل میں بیان کیا ہے:۔

"(۱) اجناس خوردنی کی قیمتوں پر سے نگرانی برخاست کر دی جائے یا قیمتوں میں اضافہ کیا جائے۔

(۲) اجناس خوردنی، موشی، کوئلہ، لکڑی، مرغی اور انڈوں وغیرہ کی آمد پر سے پابندیاں اٹھائی جائیں۔

(۳) مشترکہ اداتی معہ پیداوار کی اسکیم ختم کر دی جائے۔

(۴) لیڈروں کی شکایت پر جو عہدہ دار کوشش یا برطرف کر دئے جائیں۔"

یہ کوئی راجہ بہادر کا ذکر ہے بلکہ وہ راجہ بہادر ہیں جو انجمن افسران وقت و گرانی اجناس کے وزیر ہیں!

حیدرآباد کے مکان مالکوں کا ایک جلسہ پنڈت راماچار کے مکان پر منعقد ہوا! ایک خبر!

اس جلسہ میں کرایہ داروں کی پریشانیوں کو دور کرنے کی تجاویز پر مالکان مکان نے غور کر کے ایک یادداشت مرتب کی۔ پنڈت راماچاری کی جئے!

جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے آج سے قبل مجھے چار دفعہ وزارت پیش کی جا چکی ہے اور میں نے ہر دفعہ اس سے انکار کیا ہے۔ (قائد ملت)

کیا واقعی!

باب حکومت کی ترمیم کی افواہوں نے سب سے زیادہ مسٹر وناک راؤ کو سراسیمہ کر دیا ہے۔ چنانچہ اسی سراسیمگی کی حالت میں انھوں نے حکومت سے ادب گزارش کی ہے کہ:۔

"وہ اتحاد المسلمین کے قائد کے ساتھ ملک کی باقی تین سیاسی جماعتوں یعنی آندھرا مہاسبھا، مہاراشٹرا پریشد اور کرناٹک کانفرنسوں اور پرجا منڈل کے نمائندوں کو بھی علیحدہ علیحدہ صاحب موصوف کی طرح باب حکومت میں حیثیت رکن خدمت کرنے کی دعوت دے۔"

اگر حکومت نے فوراً دعوت نہ دی تو وہ ان لیڈروں کی عداوت مول لے گی۔ اور ہاں یہ دعوت "چار دفعہ" دی جانی چاہئے تاکہ فرقہ واری توازن قائم رہے۔ ع

قیادت کے پیشے سے بیزار ہو کر
وزارت کی کرنے لگے ہیں گدائی

مسٹر ونکٹ راؤ نے جن سیاسی اداروں کو دعوت وزارت دینے کی حکومت سے ادبا گزارش کی ہے ان میں انجمن پست اقوام کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

اگر مسٹر ونکٹ راؤ اجازت دیں تو ہم یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ اگر ایوان وزارت کے اندر پست اقوام کے لیڈروں کو کرسی نہیں مل سکتی تو ایوان کے برآمدے میں ضرور ایک کرسی دی جانی چاہئے۔

ورنگل ورد هنی ہائی اسکول میں ایک جلسہ عام کو مخاطب کرتے ہوئے بابو سمپورنانند نے فرمایا کہ:۔

"اس ملک کے عوام بالخصوص ہندو اور مسلمان مشترکہ طور پر ایک زبان کے ارتقاء کی کوشش کریں خواہ اس کا کچھ بھی نام ہو۔"

ہماری رائے میں یہ مشترکہ زبان وہی ہونی چاہئے جس کا پرچار بابو سمپورنانند کر رہے ہیں۔ خواہ اس کا نام چغتائی زبان ہی کیوں نہ ہو۔

ہمارے نامہ نگار خصوصی کی اطلاع ہے کہ:۔

"مسافر خانہ نامپلی کی جائداد منقلہ پر ایک ایسے شخص کا تقرر کیا گیا ہے جو کسی جگہ کا پاسبان ہے۔ اس تقرر پر جماعت کے ملازمین میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے اور وہ اس کو اپنی حق تلفی سمجھ رہے ہیں۔"

ایسے تقرر پر ناراض ہونے کی کوئی وجہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ یہ کوئی اقربا نوازی نہیں صرف مسافر نوازی ہے۔

سنا جا رہا ہے کہ مالکان مکنہ ایک یادداشت حکومت کے آگے پیش کر رہے ہیں جس میں یہ بیان کیا جا رہا ہے کہ مالکان مکنہ جن میں اکثر بیوہ ہیں کرایہ پر رہنے پر مجبور ہیں۔ اس کی ایک خصوصی وجہ اجناس کی گرانی ہے۔

اگر یہ بات ہے تو کرایہ داروں کو پریشانی سے بچانے کی ایک ہی صورت نظر آتی ہے کہ ایک بیوہ فنڈ کھول دیا جائے۔ غریبوں کے لیڈر اور سرمایہ داروں کے وکیل پنڈت راماچار کی کیا رائے ہے!

جناب بہادر خاں صاحب اور سرکاری ملازم اگر کسی نکتہ پر پورے طور پر متفق ہیں تو وہ یہ ہے کہ بعض پبلک کارکنوں کو اس کا مواد الزام گردانا جائے کہ وہ موجودہ غذائی بے چینی سے فائدہ اٹھا کر رعایا میں خلاف حکومت جذبات پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہمیں نہیں معلوم کہ کس مواد پر ایسا سنگین الزام عائد کیا جا رہا ہے۔ ازمیت

ع۔ اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا!

ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی نے ان ذخیرہ اندوزوں کے متعلق ایک مقدمہ میں شہیں کیا جو عوام کی غذا روکے بیٹھے ہیں۔ بلکہ اس کے برخلاف انھوں نے آزاد تجارت کا مطالبہ کیا جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ذخیرہ بازوں کے ہاتھ اور مضبوط کئے جائیں۔ (قومی جنگ)

ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی کی تقلید میں حیدرآباد کے لیڈر بھی ایک گرانی کی کوشش کر رہے ہیں۔

جاپان کو سوویٹ روس کے

مقابلے میں دبنا پڑا

معاہدہ سکھالین کے مضمرات

۲۹ مارچ کو سوویٹ روس اور جاپان میں ایک اہم معاہدہ ہوا۔ اس معاہدہ کی رو سے شمالی سکھالین میں (جاپان کے شمال میں ایک جزیرہ ہے جس کا شمالی حصہ سوویٹ علاقہ ہے اور جنوبی حصہ جاپانی) جاپان کو تیل اور کوئلہ کی جو رعایتیں حاصل تھیں وہ منسوخ ہو گئیں اور جاپان کے ماہی گیری کے حقوق پر پابندیاں لگادی گئیں۔ تمام دنیا کے اخباروں کی رائے ہے کہ اس معاہدے میں سوویٹ یونین کا پلہ بھاری رہا ہے اور جاپان کو بڑی بھاری شکست ہوئی ہے۔ اس کا اندازہ برلن ریڈیو کے تبصرے سے بھی ہوتا ہے۔ اس معاہدے پر تبصرہ کرتے ہوئے برلن ریڈیو نے کہا کہ "اس شیطان مجسم مالوٹاف سے معلوم ہوتا ہے کہ توجو کو دو کا زیادہ پیارا دکھائی" مطلب یہ ہے کہ جاپانی وزیر اعظم توجو سوویٹ روس کے وزیر خارجہ مالوٹاف کی چالوں میں آ گئے لیکن توجو دو دو برس تک تو نہیں کہ کسی کے کہنے میں آ جائے پھر کیا بات ہے کہ جاپان کو اب کی معاہدہ کرتے وقت دبنا پڑا؟ ۱۹۴۱ء میں جب سوویٹ روس اور جاپان میں غیر جانب دار رہنے کا معاہدہ ہوا تھا تو اس وقت کے جاپانی وزیر خارجہ متسوکا نے وعدہ کیا تھا کہ ہم شمالی سکھالین کے جاپانی مراعات سے چھ مہینے کے اندر دست بردار ہو جائیں گے لیکن جاپان نے یہ وعدہ پورا نہ کیا۔ بات یہ تھی کہ انہیں دنوں ہٹلر نے سوویٹ روس پر حملہ کر دیا اور جاپانی حکومت کو ٹال مٹول کا موقع مل گیا۔ وہ تو اس کی منتظر تھی کہ مراعات واپس کرنا تو درکنار، سوویٹ یونین کو شکست ہو تو ہم مشرقی روس کو ہڑپ کر جائیں۔ لیکن بقول روسی اخبار پراودا کے سرخ فوج کی فتوحات نے جاپانی سامراجیوں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا اور آخر کار انہیں اس معاہدے پر مجبور کر دیا۔

اس معاہدے کی شرطیں یہ ہیں۔ اب جاپان کو شمالی سکھالین سے تیل اور کوئلہ بالکل نہیں ملے گا۔ دوسرے سوویٹ یونین کی سمندری حدود میں جاپانی حکومت ماہی گیری پر پابندیاں لگائے گی جب تک جنگ جاری ہے جاپانی حکومت ان حقوق کو استعمال نہ کر سکے گی جن سے جاپانی ... سے مالا مال ہو سکتے ہیں؟

اس معاہدے سے سوویٹ یونین کی بڑھتی ہوئی طاقت کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کا اثر جاپان پر ... میں جنگ کے زمانے میں اپنے ماہی گیری کے حقوق سے دست بردار ہو جائے اور جاپان کو جنگ کے زمانے میں سکھالین کا کوئلہ اور تیل نہ ملے ایسی شرطیں ہیں جن سے سوویٹ کے اقتدار پر روشنی پڑتی ہے۔ سرخ فوج صرف نازیوں کو یورپ ہی میں شکست نہیں دے رہی ہے بلکہ جاپان کی فوجی شکست بھی کام کر رہی ہے۔ (قومی جنگ)

مجلس نمائش کا اجلاس عاملہ

حیدرآباد، ۱۰ خرداد۔ بارگاہ حضرت جلالتہ الملک میں چھٹی نمائش مصنوعات مملکت آصفیہ کے افتتاح کے موقع پر جو سپاسنامہ نواب بہادر احمد محی الدین صاحب نے مجلس نمائش نے پیش کرنے کی عزت حاصل کی تھی اس کے جواب میں جو ارشاد شاہانہ صناعان ملک کی ہمت افزائی اور حوصلوں کو بڑھا سکا اس میں یہ بھی حکم شریک تھا کہ مصنوعات ملکی کی نکاسی پر مجلس نمائش حکومت سرکار عالی کے تعاون کے ساتھ متوجہ ہو۔

مجلس نمائش نے ارشاد شاہانہ کی تعمیل میں مختلف اصحاب اور نیز ان صناعوں کو جنھوں نے نمائش میں شرکت کی تھی مخاطب کیا تھا کہ ان کے خیالات اور مشوروں سے ایک سکیم مرتب اور عملی اقدام کیا جائے۔ چنانچہ کافی تعداد میں جوابات وصول ہوئے ہیں۔

کل شام مجلس نمائش کے اجلاس عاملہ میں جو خان بہادر احمد محی الدین صاحب کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ ان جوابات کے تجزیہ پر غور کیا گیا۔ ملکی مصنوعات کی زیادہ سے زیادہ حد تک نکاسی اور اس طرح ملک کی صنعتی ترقی کے لئے حسب ذیل تجاویز زیر غور ہیں۔

(۱) قیام مرکز فروخت مصنوعات ملکی۔ (۲) قیام شعبہ اطلاعات اور معلومات صنعتی (۳) قیام ادارہ امداد کی صناعان۔ (۴) قیام شعبہ حصول مراعات برائے صناعان

مباحث کا ماحصل یہ رہا کہ مشترکہ سرمایہ کی ایک شرکت قائم ہو اور مجلس نمائش کو منیجنگ ایجنسی حاصل ہو۔ اس کے تحت صناعوں کو انجمن ہائے امداد باہمی کے قیام کے ذریعہ امداد دی جا سکے۔ اس کے لئے ملک کے سرمایہ دار اور با اثر اصحاب کا تعاون حاصل کیا جائے۔ ایسی کمپنی کو حضرت جلالت الملک کی سرپرستی اور حکومت سرکار عالی کی امداد حاصل رہے گی۔ اس سے یہ ممکن ہو گا کہ فی الحال جو ادارے انفرادی طور پر کام کر رہے ہیں ان کے مقابل بہتر اور منظم طریقہ پر کام کیا جائے۔

مجلس نمائش حاشیہ کمیٹی کی مجلس عاملہ نے یہ طے کیا کہ نواب میر اکبر علی خان صاحب بار ایٹ لا ملک کے سرمایہ دار با اثر اصحاب اور احکام متعلقہ سرکار عالی کے علاوہ محکمہ صنعت و تنظیم مابعد جنگ کی مقرر کردہ کمیٹی برائے صنعتوں کی جانب سے صدر مولوی محمد بیابان خان صاحب اور دیگر ارکان کو اس کمیٹی کے تفصیلات اور مبادیات طے کرنے کے لئے مقرر کیا۔

یہ جرم ہے

۱۔ اجازت نامہ کے بغیر غلہ کی تجارت کرنا۔

۲۔ سالانہ ایک سو یا اس سے زیادہ تر مالگزاری ادا کرنے والے کاشتکاروں کا اجازت نامہ حاصل نہ کرنا

۳۔ پچاس من یا اس سے زیادہ غلہ اجازت نامے کے بغیر اپنے قبضہ میں رکھنا۔

۴۔ ممالک محروسہ سرکار عالی سے بلا اجازت غلہ اور دیگر اشیاء خوردنی۔ مویشی۔ گوسفند۔ مرغے۔ انڈے شکر، گڑ، کوئلہ اور لکڑی برآمد کرنا۔

۵۔ دس من یا اس سے زیادہ غلہ اور چار گیالن یا اس سے زیادہ گیاسلیٹ کا تیل بلا اطلاع رکھنا۔

۶۔ سرکار کی مقرر کی ہوئی قیمتوں سے زیادہ دام پر مال فروخت کرنا۔

۷۔ مال رکھ کر اس کے بیچنے سے انکار کرنا۔

۸۔ شکر اور شکر سے بنائی ہوئی اشیاء کی بلا اجازت تجارت کرنا۔

نوٹ۔ خلاف ورزی کی سزا تین سال قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکیں گی۔

اقبال

از

جناب ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم صاحب

شاعری اور شاعروں کی نسبت ہمیشہ سے مختلف قسم کے خیالات دنیا میں مروج رہے ہیں۔ کبھی کسی قدیم قوم میں بعض کی طرح شعر کو ایک اعجاز اور شاعر کو قوم کے لئے ایک سرمایۂ عزت تصور کرتی تھی۔ اور قبیلے میں شاعر کا ظہور ایک نعمت عظمیٰ خیال کیا جاتا تھا۔ کبھی یہ ہوا کہ شعر اور اس کے ساتھ شاعر ایسا ذلیل ہوا کہ سقراط اور افلاطون جیسے معلمین نے ضروری سمجھا کہ اپنی مجوزہ تصوری حکمت میں سے یا تو شعراء کو بالکل خارج کر دیا جائے یا ان پر بڑے زور کا احتساب قائم کیا جائے کہ وہ قوم کو اخلاقی ضرر نہ پہنچا سکیں۔ مسلمانوں کی نسبت عام پر یہ رائے صحیح ہے کہ یہ قوم ہمیشہ ایک شعر پسند قوم رہی ہے۔ لیکن جہاں شعر سے اکثر ناجائز کام لینے کا رواج عام ہوا وہاں مسلمانوں میں بھی شعر اور شاعری کہاں ذرا اور متقین کی نظروں سے گر گئے۔ خود مولانا روم جن کی تمام تر تصنیف منظوم ہے فرماتے ہیں کہ میرے وطن میں شاعری کو بہت ذلیل خیال کیا جاتا تھا لیکن باوجود اس کے میں عام اور خاص کی تلقین کے لئے اس امر پر مجبور رہا کہ اپنے جذبات اور افکار کو نظم میں ادا کروں۔ شاعری اگر اپنی غلط روی سے ذلیل بھی ہو جائے تو بھی اس سے کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ اس میں سحر اور قوت باقی رہتی ہے۔ افلاطون نے شاعروں کو بہت برا بھلا کہا لیکن وہ خود اپنی نثر میں بھی بلند پایہ شاعر سے کم نہیں۔ مولانا حالی نے جب قوم کے اخلاقی انحطاط کے وجوہ پر نظر دوڑائی تو وہ بھی اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس تخریب میں ایک زبردست عامل وہ شاعری بھی ہے جو صدیوں سے غلط راہوں پر پڑ کر قوم کے تخیلات اور جذبات کو خراب کر رہی ہے۔ شعر و قصائد کے ناپاک دفتر کے خلاف انہوں نے احتجاج کیا۔ ان کے یہ شعر مشہور ہیں۔ لیکن اس میں لطیفہ یہ ہے کہ شاعروں کی مذمت کے لئے بھی وہ شعر کہنے پر ہی مجبور ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شعر کس قدر فطری اور تاثیری قوت ہے۔ اس قوت کا صحیح استعمال وہ انقلاب پیدا کر سکتا ہے جو کسی اور ذریعہ سے پیدا نہیں ہو سکتا اور اس کے برعکس اس کا غلط استعمال احساسات اور خطرات میں جہاں میں وہ خرابی پیدا کر سکتا ہے جو قوم کی رگوں میں سم قاتل کی طرح دوڑتی ہے۔ شاعر اگر اپنی قوت کا صحیح استعمال کرے تو تلمیذ الرحمٰن ہو جاتا ہے۔ اگر غلط استعمال کرے تو تلمیذ الشیطان بھی بن سکتا ہے۔ ایک حکیم کا قول ہے کہ اگر میرے ترانے کسی قوم میں رائج ہو سکیں تو مجھ قطعاً اس کی پرواہ نہیں کہ وہاں کا اس قوم کے لئے قوانین کون بناتا ہے۔ شعر کی حکومت دلوں پر ہوتی ہے۔ اور دلوں کی کیفیات پر باقی تمام زندگی کا مدار ہے۔ حضرت اکبر فرماتے ہیں کہ۔

"دل بدل جاتے ہیں تعلیم بدل جانے سے"

اور تعلیم میں سب سے زیادہ موثر چیز وہ ہے جو شعر کے ذریعے سے اثر پیدا کرے۔ حضرت عمر فاروق کو بہت سے اچھے اشعار یاد تھے اور وہ اکثر لوگوں سے فرماتے تھے کہ اپنے بچوں کو اچھے اشعار یاد کرایا کرو۔

ایک بلند خیال شاعر کا وجود و قوم انسان کے لئے بڑے روحانی فیض کا باعث ہوتا ہے۔ اچھی شاعری نبوت کا ایک جزو ہے۔ اس لئے کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ کسی نبی کو لوگوں نے شاعر سمجھ لیا۔ اور بعض شاعر اگرچہ نبی نہیں تاہم ازکم نبی ہو گئے۔ حضرت اقبال کو قدرت نے یہ ملکہ غیر معمولی مقدار میں ودیعت کیا۔ شروع میں انہوں نے کسی قدر تقلیدی اور روایتی شاعری بھی کی اور ایک زمانہ ان پر ایسا بھی آیا کہ ان کو خیال پیدا ہوا کہ ان کی قوم شاعری سے سست عمل ہو گئی ہے۔ لہٰذا بہتر ہو اگر شاعری کی شراب کی گلشن اس قوم کے لئے بند کر دی جائے اور کوئی علمی اور عملی کام کیا جائے۔ اپنے دوست سر عبدالقادر کے سامنے انہوں نے اس ارادے کا اظہار کیا۔ یہ اسی زمانہ کا شعر ہے کہ

"کام جو کرتی ہیں قومیں انہیں مذاق سخن نہیں ہے"

سر عبدالقادر اور سر راس مسعود نے ان کو یقین دلایا کہ تمہاری شاعری وہ شاعری نہیں ہے جو عمل کی منافی ہو بلکہ اس کے ذریعے سے تم قوم کے اندر زبردست قوت عمل پیدا کر سکتے ہو۔

اس کے بعد حضرت اقبال نے ترک شاعری کا خیال چھوڑ کر شاعری سے وہ کام لینا شروع کیا جو اردو اور فارسی شاعروں کی تاریخ میں کسی دوسرے شاعر نے نہیں لیا۔ شاعری کی جو عام کیفیت اقبال سے پہلے تھی اس کا نقشہ کھینچنا یہاں مقصود نہیں۔ ہوس پرستی قافیہ پیمائی زبان کا چٹخارہ عام شاعری کا سرمایہ تھا۔ حالی نے دوسری روش اختیار کی تو شاعروں نے کہنا شروع کیا کہ یہ شاعر نہیں واعظ ہے۔ اسی طرح مدت تک شاعروں نے اقبال کو بھی شاعر نہیں سمجھا۔ جس زمانہ میں میں طالب علم تھا اقبال کی مشہور نظمیں شمع و شاعر، شکوہ اور جواب شکوہ شائع ہوئیں۔ میرے سامنے انہوں نے اس امر کا نہایت افسوس ظاہر کیا کہ ہماری قوم کے نقاد کسی نظم کی خوبیات پر تنقید کرنا نہیں جانتے۔ اپنی نظموں پر جب کبھی کوئی تنقید دیکھتا ہوں تو اس میں یہی ہوتا ہے کہ فلاں لفظ کو دہلی یا لکھنؤ والے مذکر باندھتے ہیں۔ اقبال نے مؤنث باندھا۔ فلاں محاورہ ٹکسالی نہیں ہے۔ فلاں مصرع میں پوشیدہ ادھوری غلطی ہے۔ کوئی نقاد یہ نہیں دیکھتا کہ نظم تاثیر کے لحاظ سے کیا ہے۔ اس کا نقطۂ حیات کیا ہے۔ خود حضرت اکبر الہ آبادی نے ان کو لکھا کہ میں آپ کا کلام شمع و شاعر کو پڑھتا نہیں بلکہ اس کی تلاوت کرتا ہوں۔ اور سوتا ہوں تو اس کو اپنے تکیہ کے نیچے رکھتا ہوں جب اقبال کی شاعری رفتہ رفتہ مقبول خاص و عام ہو گئی اس وقت بھی بعض مشہور شاعر اقبال کو شاعر نہیں سمجھتے تھے اور بعض ایسے شراب بھی پیتے ہیں اگر کبھی داد دینے میں فراخدلی برتتے تو کہہ دیتے ہیں کہ حالی اس کو حکیم کہہ یا فلسفی کہہ یا معلم کہو لیکن شاعر نہ کہو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنی شاعری کو اور متقدمین اور متاخرین میں اپنے محبوبوں کی شاعری کو معیار قرار دے لیا ہے۔ اور اقبال ان کو اس معیار پر کم عیار معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت اقبال کی بلند نظری کا تقاضا تھا کہ انہوں نے ایسے لوگوں سے کبھی الجھنے کی کوشش نہیں کی۔ ان کے سامنے بعض اوقات غالب دیکھو مصرع آتا ہوگا جو حضرت مسیح کی بابت انجیل میں مرقوم ہے کہ انہوں نے اپنے ایذا رسانوں کی نسبت فرمایا کہ اے خدا ان کو معاف کر کیونکہ نہیں جانتے کہ کیا کر رہے ہیں۔ حضرت اقبال کے ہاں شاعری کا مقصد اور اس کا معیار اس قدر مختلف ہو گیا تھا کہ یہ لوگ اقبال کو شاعر نہیں سمجھتے تھے اور اقبال ان کو شاعر نہیں سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ ایک شاعر نے اپنا دیوان میرے پاس بھیجا ہے۔ یہ مشہور آدمی ہیں میں نے شروع سے آخر تک مختلف نظموں پر نظر دوڑائی کہ شاید کہیں بھول کر کوئی شعر کہہ جائے لیکن افسوس کہ تمام دیوان میں ایک شعر بھی نہیں نکلا۔ حضرت اقبال نے شاعری کا معیار اتنا بلند کر دیا کہ ان کے سامنے اور ان کے بعد بھی اب روایتی غزل گوئی اور قافیہ پیمائی لوگوں کی نظروں میں نہیں جچتی۔ اگرچہ حضرت اقبال کے اثر اور ان کی ہر دلعزیزی سے اردو شاعری میں ان کی نقالی کا ایک طوفان بے تمیزی بھی پیدا ہو گیا ہے۔ جس اخبار یا رسالے کو اٹھاؤ ایسی بیسیوں نظمیں ایسی ملیں گی جن میں کسی نہ کسی صاحب نے اقبال بننے کی کوشش فرمائی ہے۔ ان نظموں کا معیار اکثر بہت پست ہوتا ہے۔ لیکن بے اصل ہوس پرستی کے تغزل کے مقابلہ میں اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ حضرت اقبال کی شعر گوئی میں ایک خصوصیت یہ تھی کہ وہ کبھی فرمائشی نظم نہیں لکھ سکتے تھے۔ ابتداء میں وہ ایک مشاعروں میں شریک ہوتے اس کے بعد تمام عمر کبھی کسی مشاعرے میں شریک ہونے کی خواہش ان کے دل میں پیدا نہیں ہوئی۔ لوگ ان کی طبیعت کے اس انداز سے خوب واقف ہو گئے تھے۔ لاہور میں بہت بڑے بڑے مشاعرے ہوتے تھے لیکن کبھی کوئی منتظم حضرت اقبال کو مدعو کرنے کی بھی جرأت نہیں کرتا تھا۔ منظوم کتاب شعر بنانا تو در کنار، احباب کی تحریکوں سے بھی وہ کبھار اپنی مرضی سے کوئی شعر یا نظم سناویں تو سناویں ورنہ وہ عام طور پر شعر سناتے تھے۔ اور نہ ان کی طبیعت کو بہتے

والے ان سے شعر سنانے کی درخواست کرتے تھے۔ جب وہ حیدر آباد تشریف لائے تو ایک مشہور شاعر نے ان کو اپنے ہاں مدعو کیا۔ مقصد یہ تھا کہ اپنا کلام سناؤں گا اور ان کا کلام سنوں گا۔ اس بے چارے نے اپنا سر پیٹ لیا۔ لیکن حضرت اقبال نے ایک شعر سے بھی ان کی دعوت کی قیمت ادا نہ کی۔ اور اس سے زیادہ صدمہ اس شاعر کو اس بات کا ہوا کہ حضرت اقبال نے بھی اس سے فرمائش نہ کی کہ حضرت کچھ اپنا کلام سنائیے۔ یہی حال ایک بڑے امیر و کبیر کی محفل میں ہوا جس نے بہت سے امیروں اور قافیہ پیماؤں کو ان سے ملنے کے لئے جمع کیا تھا۔ حضرت اقبال نے اس شرط پر دعوت قبول فرمائی کہ میں شعر نہیں پڑھوں گا۔ ایک دفعہ مجھ سے فرماتے تھے کہ میں نے کبھی شعر کی خاطر شعر نہیں کہا۔ جب تک خاص کیفیت خود بخود پیدا نہ ہو میں شعر نہیں کہتا ہوں اور ویسے شعر کہنے کا قائل نہیں ہوں۔ ایک مرتبہ دنیاوی حیثیت سے ایک بہت بلند ہستی کا نزول اجلال علی گڑھ میں ہوا یونیورسٹی کی طرف سے ایک معتقد بزرگ لاہور تشریف لائے اور علی گڑھ کے ارباب حل و عقد کی طرف سے گزارش کی کہ یہ ایک بڑا اہم موقع ہے۔ آپ علی گڑھ تشریف لائیے اور ایک نظم پڑھ دیجئے۔ دن بھر وہ صاحب ان کی منت سماجت کرتے رہے کوئی بھی اور شاعر ہوتا تو اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیتا۔ لیکن اقبال تھے کہ بالکل ٹس سے مس نہ ہوئے آخر جب تنگ آگئے تو غالباً ٹالنے کے لئے یہ فرمایا کہ اچھا بھئی آج رات میں حسب موقع اور حسب حال اگر کچھ اشعار موزوں ہوگئے تو کل تمہارے ساتھ علی گڑھ چلوں گا۔ دوسرے روز وہ صاحب ان کے حکمت کدہ پر پھر کچھ امید لے کر حاضر ہوئے میں بھی ان کے ہمراہ تھا پوچھا فرمائیے کہ کچھ الہام ہوا یا نہیں۔ جواب ملا کہ کل رات میں جلد ہی بستر پر اس خیال سے لیٹ گیا اور حقہ پاس رکھوا لیا کہ کچھ شعر اس موقع کے مناسب نازل ہوں لیکن شعر بھی عجیب چیز ہے۔ بلانے سے نہیں آتا۔ بن بلائے آجاتا ہے۔ آپ کی مطلوبہ نظم کا ایک شعر بھی نازل نہیں ہوا۔ مگر ایک دوسرے موضوع کی نظم خود بخود موزوں ہونے لگی اور بن بلائے کئی شعر نازل ہوگئے۔ تمسخر سے فرمانے لگے کہ اب تم علی گڑھ چلے جاؤ اور میری طرف سے ایک نظم پڑھ دو۔ میں نے عرض کیا کہ کہاں آپ کی نظم اور کہاں میری نظم۔ دنیا میں اگر اختراع گناہ کبیرہ ہے تو الہام میں اختراع بھی اس سے کم نہیں اور دوسرے یہ بات ہے کہ میرے پاس بھی تو اس موقع کے لئے کوئی نظم نہیں فرمانے لگے ریل میں لکھ لینا۔ ریل کی حرکت شعر گوئی کے لئے بہت موزوں ہوتی ہے۔ شعر بھی ایک حرکت ہے۔ یہ دونوں حرکتیں اکثر اوقات ہم آہنگ ہو جاتی ہیں۔ غرض یہ ہے کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہلے اور نظم نکلی۔ ان کے شعر کہنے کے متعلق مجھے ایک بات یاد آگئی۔ شعر گوئی سے بے بہرہ لوگ اکثر شاعروں سے پوچھا کرتے ہیں کہ آپ شعر کیسے کہتے ہیں خیالات کہاں سے آجاتے ہیں۔ شعر کی زمین اور ردیف و قافیہ کا انتخاب آپ کس طرح کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ حضرت اقبال سے بھی ایک صاحب نے دریافت فرمایا انہوں نے اس سوال کا ایک نہایت لطیف جواب دیا۔ کہ فطرت کے اندر تخلیقی عمل جس میں انسان کچھ پیدا کر سکتا ہے ایک خاص ذہنیت کے جذبہ کے ساتھ وابستہ ہے۔ مجھ کو چونکہ شعر بھی ایک قسم کی چیز معلوم ہوتا ہے اس کی تحریک بھی اسی طرح سے یک بیک پیدا ہو کر ناقابل اور انشت آفریں معلوم ہوتی ہے اور محض تشبیہ نہیں ہے کہ شعرا اپنے شعر کو مصنف اپنی تصنیف کو اور فن کار اپنی پیداوار کو اپنی اولاد سمجھتا ہے۔ شاعر بس احساس کو آمد سمجھتے ہیں حضرت اقبال نے اس کی ایسی دلکش تشریح کی کہ اس کی تمام نفسیات کو دو فقروں میں ادا کر دیا۔

جب حضرت اقبال نے بار بار یہ سنا کہ اکثر نقادان فن کہتے ہیں کہ جو شاعر شعر کو علم و حکمت یا پیغام عمل سے ایک وابستہ بنانا چاہتا ہے وہ اصل شاعر نہیں اور اصل شاعر وہ ہے جو کوئی خاص مقصد نہ رکھتا ہو اور کسی خاص نظریہ حیات کی تلقین نہ کرے بلکہ زندگی کی تمام وادیوں میں گھومتا پھرے اور اپنے تاثرات کو موزوں کلام میں تبدیل کرتا رہے۔ ہر فن لطیف بے غرض اور بے مقصود ہونا چاہئے اور حسن بیان آپ ہی اپنا مقصد ہے جب دیکھا کہ اکثر لوگ یوں ہی سمجھتے ہیں تو انہوں نے بھی کہنا شروع کر دیا کہ:

نغمہ کجا و من کجا ساز سخن بہانہ ایست
سوئے قطار می کشم ناقۂ بے زمام را

ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ خدا اس شخص کو نہ بخشے جو مجھ پر شاعری کی تہمت لگائے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایسی شاعری کہا یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ فقط شاعری نہیں اور شعر ایک ایسی شراب کا پیالہ ہے جو شاعری نہیں۔

مشو منکر کہ در اشعار ایں قوم
ورائے شاعری چیزے دگر ہست

لیکن کیا ضروری ہے کہ ہم شاعری کے متعلق یہ انداز بیان اختیار کریں کہ وہ حقیقی شعر جو روح کی گہرائیوں میں ڈوب جائے اور زندگی کی حقیقتوں میں غرق نکلے اس کی نسبت ہم یہ کہہ دیں کہ یہ فقط شاعری نہیں۔ یہ کیوں نہ کہیں کہ اصل شاعری یہی ہے اور جو اس معیار پر نہ اترے وہ شاعری کا نہیں بلکہ سخن ہے تاقافیہ پیمائی ہے جو شوق پرستی ہے یا لفظ فروشی یا تضیع اوقات ہے۔ اقبال نے نوع انسان کی عام طور پر اور اپنی قوم کی خاص طور پر خدمت کی ہے کہ مشرق اور مغرب اور ماضی و حال کے اعلیٰ ترین افکار کو سوز و گداز میں ڈبو کر شراب طہور بنایا ہے۔ حکمت، تصوف، روحانیت اور اخلاق کے ابدی حقائق کا ایک خزانہ اس شاعری میں موجود ہے اس سے پہلے بھی اردو اور فارسی میں ایسے شعرا گزرے ہیں جن کے کلام میں اس قسم کے جواہر پارے ملتے ہیں۔ لیکن اقبال کی شاعری کا کمال اس کی جامعیت میں ہے۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری۔ سنائی عطار اور مولانا روم کا تصوف، عرفی اور غالب کی حکمت پسندی، پیغام اور پیغام عمل زندگی کا کوئی اہم پہلو نہیں جو اقبال نے نظر انداز کیا ہو۔ نطشے اور نطشے کا فلسفہ خودی دنیا کی بے خودی کے ساتھ ہم آغوش ہو گیا ہے۔ اردو اور فارسی پر کیا منحصر ہے۔ کسی دوسری زبان میں بھی شاید کوئی ایسا شاعر نہ گزرا ہو جس کے کلام میں افکار کی ایسی ندرت اور ایسی ثروت پائی جائے۔ یہ اسی ثروت افکار کا باعث ہے کہ گزشتہ دس سال میں ہزاروں صفحات اقبال پر لکھے گئے ہیں لیکن افکار اقبال کی تشریح ابھی باقی ہے۔ افکار اقبال بھی فطرت کی طرح بے پایاں ہیں ایک ایک شعر کی شرح میں ایک ایک کتاب تصنیف ہو سکتی ہے۔ اقبال کے افکار کے متعلق یہ شبہ پیدا نہیں ہو سکتا کہ جلدی سے دنیا آگے نکل جائے گی اور یہ دفتر تقویم پارینہ ہو جائے گا۔ ابدی حقائق کسی ایک زمانہ کے ساتھ وابستہ نہیں ہوا کرتے۔ جب تک اردو اور فارسی زبانیں دنیا میں موجود رہیں گی کلام اقبال کو ان کے اندر وہی مرتبہ حاصل رہے گا جو اطالوی زبان میں ڈانٹے کو، انگریزی کی زبان میں شیکسپیئر کو اور جرمن میں گوئٹے کو حاصل ہے۔

(ب۔ ر)

راجہ جی مسلمانوں کو ایک سادہ چیک دینا چاہتے ہیں

مسٹر گوپی ناتھ سری واستو کے تاثرات

لکھنؤ ۱۰ اپریل۔ ایک ممتاز کانگرسی لیڈر اور مسٹر راجگوپال چاری کے رفیق کار مسٹر گوپی ناتھ سری واستو اپنے ہفتہ وار اخبار "ہندوستان" میں صوبجات متحدہ کے کانگرسی لیڈروں کے جذبہ کے تاثرات بیان کرتے ہوئے خود ارادیت کے مسئلہ کے متعلق راجہ جی اور ان کی جماعت کی حمایت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"عام احساس یہ ہے کہ راجہ جی مسلمانوں کو ایک سادہ چیک دینا چاہتے ہیں لیکن چند ہی افراد ایسے ہیں جو ان شرائط پر غور کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ جن کو راجہ جی حق خود ارادیت کے استعمال پر عائد کرتے ہیں۔ جب کہ وہ اس رائے کو پوری قوت کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں کہ حق خود ارادیت کو جو علیحدہ رہنے کا حق ہے تسلیم کر لیا جائے تو اس کے ساتھ ہی وہ ایسے حق کے حدود بھی معین کرتے ہیں یہ حدود حسب ذیل ہیں۔

(۱) کسی خاص وحدت میں تمام افراد کے لئے آزادانہ رائے دہی کی اپیل کا حق جس سے حق خود ارادیت علم ملکی یا ایک فرقہ وارانہ مطالبہ سے بھی بڑھ جاتا ہے۔

(۲) اکثریت کے اعتبار سے علاقہ کی حد بندی تاکہ اس میں مسلمانوں کی پوری اکثریت کے ساتھ ایک متصل مربوط علاقہ قائم ہو جائے (۳) ایک ایسے اصول پر اتفاق کو جس کو اکثریت دونوں میں سے کسی ایک مملکت میں شریک ہونے کے لئے منظور کرے۔ (۴) تحفظ تجارت اور دیگر ضروریات کے لئے باہمی معاہدات کا بندوبست (۵) ایسے دستور کے مطابق آزادی کے بنیادی مقصد کے ساتھ خود ارادیت اور مزید منتقلی پاکستان کے ساتھ برطانیہ پر عدم انحصار (۶) دوران جنگ کے لئے مرکز میں ایک مخلوط حکومت کے قیام کے مقصد کو آگے بڑھانا۔ [illegible]

اعلان

محکمہ صدر ناظم و مستہتم سرکارعالی صیغہ رسد

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت قاعدہ ۴۲ قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکارعالی بابتہ ۱۳۵۰ ف صدر اعظم باب حکومت کو حاصل ہیں حسب ذیل حکم صادر کیا جاتا ہے۔

۱۔ حکم ہذا بنام حکم نگرانی حمل و نقل اشیائے مشتہرہ بابتہ ۱۳۵۳ ف موسوم ہوسکے گا اور تاریخ اشاعت جریدہ سے کل ممالک محروسہ سرکارعالی میں نافذ ہوگا۔

۲۔ حکم ہذا میں۔

(الف) "مشتہرہ شئے مندرجہ ضمیمہ الف" سے ایسی شئے مراد ہے جو ضمیمہ الف منسلکہ حکم ہذا میں درج ہے اور اس میں ایسی شئے بھی داخل ہوگی جس کا اضافہ ضمیمہ مذکور میں صدراعظم باب حکومت ذریعہ اعلان مندرجہ جریدہ وقتاً فوقتاً کریں۔

(ب) "مشتہرہ شئے مندرجہ ضمیمہ ب" سے ایسی شئے مراد ہے جو ضمیمہ ب منسلکہ حکم ہذا میں درج ہے اور اس میں ایسی شئے بھی داخل ہوگی جس کا اضافہ ضمیمہ مذکور میں صدراعظم باب حکومت ذریعہ اعلان مندرجہ جریدہ وقتاً فوقتاً کریں۔

(ج) "برآمد" سے کسی مشتہرہ شئے مندرجہ ضمیمہ الف یا ب کو ممالک محروسہ سرکارعالی کے کسی مقام سے بیرون ممالک محروسہ سرکارعالی کسی مقام پر منتقل کرنا مراد ہے۔

(د) "درآمد" سے کسی مشتہرہ شئے مندرجہ ضمیمہ الف یا ب کو بیرون ممالک محروسہ سرکارعالی کے کسی مقام سے اندرون ممالک محروسہ سرکارعالی کے کسی مقام پر منتقل کرنا مراد ہے۔

(ہ) "اندرون ملک حمل و نقل" سے کسی مشتہرہ شئے مندرجہ ضمیمہ الف یا ب کو اندرون ممالک محروسہ سرکارعالی کسی ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرنا مراد ہے۔

۳۔ کوئی شخص بہ استثنائے دکن حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن لمیٹیڈ مجاز نہ ہوگا کہ کسی مشتہرہ شئے مندرجہ ضمیمہ الف کو برآمد یا درآمد کرے۔

مگر شرط یہ ہے کہ صدر ناظم رسد کو اختیار ہوگا کہ خاص صورتوں میں باظہار وجوہ تحریری ایسی درآمد یا برآمد کی اجازت دے۔

۴۔ کوئی شخص مجاز نہ ہوگا کہ کسی مشتہرہ شئے مندرجہ ضمیمہ (ب) کو حدود بلدہ حیدرآباد سے بلا اجازت صدر ناظم رسد و ناظم اضلاع کے کسی مقام سے متعلقہ ایسا ایسے دیگر عہدہ دار کی اجازت کے بغیر جس کو صدراعظم باب حکومت اس خصوص میں مجاز کریں برآمد کرسکے۔

۵۔ اگر صدر ناظم رسد کی رائے میں حالات اس کے مقتضی ہوں تو اس کو اختیار ہوگا کہ بذریعہ حکم تحریری کسی مشتہرہ شئے مندرجہ ضمیمہ الف یا ب کی اندرون ملک حمل و نقل پر ایسی پابندی ایسی مدت تک عائد کرے جو اس کو مناسب معلوم ہو یا ایسی پابندی عائد کرنے کا متعلقہ ناظم یا دیگر عہدہ دار کو مجاز کرے۔

۶۔ صدر ناظم رسد کو اختیار ہوگا کہ بمنظوری صدراعظم باب حکومت کسی مشتہرہ شئے مندرجہ ضمیمہ الف یا ب کو حکم ہذا کے اثر سے بذریعہ اعلان مندرجہ جریدہ خارج کرے۔

۷۔ اگر کوئی شخص حکم ہذا کے احکام کے خلاف کسی مشتہرہ شئے مندرجہ ضمیمہ الف یا ب کی برآمد یا درآمد یا اندرون ملک حمل و نقل کرے تو اس کو قید کی سزا دی جائے گی جس کی میعاد تین سال تک ہوسکے گی یا اس پر جرمانہ ہوسکے گا یا دونوں سزائیں دی جاسکیں گی۔ اور عدالت سماعت کنندہ پر لازم ہوگا کہ ایسی اشیا کو جس کے متعلق اس کو اطمینان ہو کہ حکم ہذا کی خلاف ورزی ہوئی ہے بحق سرکار ضبط کئے جانے کی تجویز کرے بجز اس کے کہ خاص وجوہات کی بنا پر جن کو تحریر میں لایا جائے کا عدالت اس کے خلاف قرار دے۔

۸۔ تاریخ نفاذ حکم ہذا سے حسب ذیل احکام منسوخ متصور ہوں گے۔

(۱) حکم محکمہ مالگزاری شاخ نگرانی زرخ اشیاء نشان (۱۶) مورخہ ۳ اردی بہشت ۱۳۵۲ ف۔

(۲) مراسلہ محکمہ معتمدی رسد نشان (۵۰۹) مورخہ ۱۰ آبان ۱۳۵۲ ف۔

(۳) حکم محکمہ مالگزاری شاخ نگرانی زرخ اشیاء نشان (۱۳) مورخہ ۲۵ مہر ۱۳۵۱ ف۔

(۴) حکم محکمہ مالگزاری شاخ نگرانی زرخ اشیاء نشان (۵) مورخہ ۲۹ بہمن ۱۳۵۱ ف۔

(۵) حکم محکمہ رسد نشان (۱۲) مورخہ ۴ مہر ۱۳۵۲ ف بجز اس کے جس میں جوار موجود ہو۔

(۶) حکم محکمہ مالگزاری شاخ نگرانی زرخ اشیاء نشان (۷) مورخہ ۴ اسفندار ۱۳۵۱ ف۔

(۷) حکم محکمہ مالگزاری شاخ نگرانی زرخ اشیاء نشان (۴) مورخہ ۴ بہمن ۱۳۵۱ ف۔

مشتہرہ مستخط

منجانب صدر ناظم و مستہتم رسد سرکارعالی۔

اس حکم میں بتلایا گیا ہے کہ ممالک محروسہ سرکارعالی سے کن اشیاء کی بلا اجازت برآمد قانوناً ممنوع ہے۔

حکومت سرکارعالی نے حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کو حکم دیا گیا ہے کہ تیز دالوں کی ایک مقررہ مقدار کے اجناس سالی زائد از ضرورت ہے بقیہ تمام اشیاء کی برآمد روک دے۔

اسی طرح متعلقہ ناظم اضلاع کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اشیاء مندرجہ ضمیمہ (ب) کی برآمد کے اجازت نامے جاری نہ کریں۔

اشیاء مندرجہ ضمیمہ کے (ب) میں کے نمبر مونگ پھلی۔ جوار اور تل کی فاضل پیداوار کی برآمد کے اجازت نامہ جات محکمہ رسد کی جانب سے ایک مقررہ مقدار کی حد تک دئے جا سکتے ہیں۔

اشتہار

حاضری مدعی علیہ بغرض انفصال تصفیہ مقدمہ بیلوتی مطالبات تحریری۔

مرتبہ محکمہ عدالت ضلع ورنگل۔

نمبر مقدمہ ۲ / ۱۳۵۳ ف

باجلاس مولوی میر احمد علیخان صاحب بی اے ایل ایل بی عثمانیہ ایل ایل ایم لنڈن بار ایٹ لا ناظم ضلع

کے جنا ردوتن عرف پرمیا مدعی

بنام بنکریا عرف گرتی سنگریا وغیرہ مدعا علیہم

دعویٰ ۔ ۔ ۔ روپیہ

بنام کے سنگریا عرف گرتی سنکریا ولد ایلیا بقال عمر ۳۰ سال پیشہ تجارت ساکن تعلقہ جنگیتال ضلع کریم نگر۔

ہرگاہ مدعی نے تمہارے نام ایک نالش بابت مبلغ ۔ ۔ ۔ روپیہ کی دائر کی ہے جس کی جواب دہی کے لئے تمہارے نام سمن جاری کئے گئے جس کی تعمیل تمہاری عدم موجودگی کے سبب سے تمہارے مسکونہ مکان پر ہوئی ہے لیکن تم تاریخ مقررہ پر حاضر نہیں ہوئے جس سے پایا جاتا ہے کہ تم عمداً تعمیل سے بچنے کے لئے روپوش یا فرار ہوگئے ہو۔ اب تمہاری حاضری کے لئے اشتہار اخبار میں شائع کیا جاتا ہے اور تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ تم بتاریخ ۔ ۔ ۔ بوقت ۔ ۔ ۔ بذات خود یا بذریعہ وکیل اس عدالت میں حاضر ہوکر مقدمہ مذکور کی جواب دہی کرو۔ نیز مشکور کی اطلاع دیجاتی ہے کہ اگر تم تاریخ مقررہ پر حاضر نہ ہوگے تو مقدمہ تمہاری غیر حاضری میں سماعت ہوکر انفصال کیا جائے گا اور تاریخ مقررہ پر تم کو اپنی جوابدہی میں جو شہادت پیش کرنا ہو پیش کرو اور اگر تم اپنی جوابدہی کے استدلال کرنا چاہتے ہو تو پیش کرو۔ تم یہ ہوشیار رہو کہ اگر مقدمہ تمہاری غیر حاضری میں سماعت ہوگیا تو کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔ آج بتاریخ ۔ ۔ ۔ میرے دستخط و مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

اسلامی ممالک میں معاشی

و سیاسی انقلابات

(بقیہ سلسلہ صفحہ اوّل)

...کے وقت، وزارۃ فلسطین کے وزیر مسٹر ایسی نے بھی ...ہے کہ عربوں اور یہودیوں میں سمجھوتہ ضروری ہے عرب ...قی کی کامیابی کے لئے یہ لازمی ہے کہ اس کے ساتھ ہی ...اور یہ عرب مسلمان وطن یہودیوں کے ان ترقی پسند عناصر ...سے مصالحت کرنے کے لئے تیار ہیں جو عرب آزادی کی جد و ...جہد میں ان کا ساتھ دینے کا وعدہ کریں۔

یہ سمجھنا غلط ہوگا کہ ان اسلامی ممالک کی آزادی ...راہ ہموار ہے۔ کانفرنس فلیٹ کا خطرہ بیشک اب ...نہیں ہے۔ لیکن برطانوی اور امریکی سرمایہ دار ابھی ...کوشش کر رہے ہیں کہ تیل اور پٹرول اور دوسری معاشی ...رعایتیں حاصل کرنے کے لئے ان ممالک کی سیاست پر اثر ...انداز ہوں۔ مثلاً امریکن سرمایہ دار اتحاد عرب کی تحریک ...کو برطانیہ کا ہاتھ دیکھتے ہیں اور اسے ناپسند کرتے ہیں۔ ...کہا جاتا ہے کہ وہ ابن سعود سلطان نجد کو اس تحریک میں ...روڑا اٹکانے کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ یہ یاد ہے ...کہ نجد میں امریکی کمپنیوں کو تیل حاصل کرنے کے لئے مراعات ...مل چکی ہیں۔ چند ماہ ہوئے جب شام و لبنان کی آزادی ...کا سوال در پیش تھا تو برطانوی رجعت پسندوں کی ایک ...چال پھر ہمارے سامنے ظاہر ہوئی تھی۔ انھوں نے اپنی ...ریشہ دوانیوں سے فرانس اور لبنان میں تصادم کی نوبت ...پہنچا دی۔ لیکن فرانسیسی کمیٹی کے جمہوری عناصر نے معاملات ...کو سنبھال لیا اور لبنان کی آزادی کی بنیاد پر فرانس اور ...لبنان میں سمجھوتہ ہو کر معاملہ بخیر و خوبی فیصل ہو گیا۔

...ظاہر ہے کہ آخری فیصلہ مسلم عوام کریں گے۔ اور ان میں ...غیر معمولی تیزی کے ساتھ بیداری اور تنظیم پھیل رہی ہے ...شام و لبنان کے اخبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب عوام ...آزادی کی جد و جہد اور فاشسٹ دشمن تحریک میں شامل ہیں ...شام کی کمیونسٹ پارٹی اور اس کے رہنما خالد بکداش ...پیش پیش ہیں۔ لبنانی کمیونسٹ پارٹی کا روزنامہ اخبار صوت ...الشعب اس تحریک کا ترجمان ہے۔ مسلم عوام سویت روس ...کے دوست بنتے جاتے ہیں۔ ایران، عراق، شام، لبنان، ...مصر وغیرہ میں نوجوان سویت کی انجمنیں بن گئی ہیں۔ مصر نے ...سویت سے براہ راست تعلقات قائم کرتے ہیں۔ عراقی ...پارلیمنٹ نے بھی سویت سے سفارتی تعلق قائم کرنے کا فیصلہ ...کیا ہے۔ گذشتہ جنگ کے خاتمہ پر انقلاب روس کی مدد سے ...ایران، ترکی اور افغانستان نے اپنی آزادی کو برقرار رکھا۔ ...تمام قرائن سے پتا چلتا ہے کہ اس جنگ کے دوران اور اس کے ...خاتمہ پر تمام اسلامی ممالک آزادی کی منزل کے بہت نزدیک ...پہنچ جائیں گی۔

الجیریا میں مسلمان اور فرانسیسی خواتین کی مشترکہ یونین

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۳)

اس یونین کے ہیڈ کوارٹر ایک پہاڑی کے پہلو پر واقع ہیں جو پنے بہت سے باغوں کے ساتھ "ابرینا" نامی ضلع پر چھائی ہوئی ہے۔ جو مسلمان خاندان اس ضلع میں بستے ہیں انہیں ہر طرح کی مدد دی جاتی ہے۔ کام پر جانے والی عورتیں دیکھ بھال کی غرض سے اپنے بچوں کو ساتھ لاتی ہیں۔ ان بچوں کو تنہائی کے تمام خطرات کا سامنا کرنے کے بجائے صاف ستھرے لباس اور غذا سے استفادے کا موقع ملتا ہے اور گاہ گاہ طبی معائنہ بھی کرایا جاتا ہے۔ ان کی بہبودی کے لئے جو شاخ قائم ہے اس کے ذریعہ امور کی کیایابی کے باوجود ضلع کی بہت سی عورتوں اور بچوں کی دیکھ بھال پر بھی توجہ کی جاتی ہے۔ دوپہر کو وقت بڑی سرگرمی اور چہل پہل کا ہوتا ہے۔ (۱۵۰) لڑکے اور لڑکیاں اسکول چھوڑ کر کھانے کی طرف سبقت کرتی ہیں۔ روزانہ تین مرتبہ دسترخوان چنا جاتا ہے۔

اس یونین کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو تعلیمی اور اخلاقی پہلو سے عام طور سے مدد دی جائے۔ اگر عورتیں سینا پرونا اور خانہ داری کی تنظیم سے واقف ہوں اور اپنے بچوں کی دیکھ بھال کر سکتی ہوں تو انہیں افلاس کا زد سے بچنے کے زیادہ مواقع حاصل ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ نوجوان اور زیادہ عمر کی لڑکیاں جو کل بیویاں بنیں گی خانہ داری کی ابتدائی معلومات سیکھنے کے لئے آتی ہیں۔

یہ یونین تمام عمر رسیدہ اور ترقی کی ہوتی عورتوں کی مدد کے لئے مرکزی مجلس کے کام میں بھی حصہ لیتی ہیں۔

مجلہ طیلسانین

حیدرآباد دکن کا سہ ماہی رسالہ

اخبار صحیفہ حیدرآباد کی رائے۔

"یہ رسالہ بلند معیار پر پہونچ گیا ہے۔ یہ رسالہ بیشتر ادبی، معاشی، معاشرتی، علمی اور تاریخی مضامین پیش کرتا ہے۔ اس میں جامعہ عثمانیہ کے پروفیسر، لکچرار اور طیلسانین وغیرہ کے لکھے ہوئے اور قابل مرحبا مضامین شائع ہوتے ہیں۔

ہماری زبان دہلی کی رائے۔

"بہت کم اس نوعیت کے رسالے اس ظاہری و معنوی شان کے دیکھنے میں آتے ہیں۔ ان کا خوش رسالہ ... ہر کا حصہ ہے واقفیت اور تحقیق سے مالا مال مقالے ذہنیت افروز ہیں۔

انگریزی رسالہ ہندوستانی ریویو پٹنہ کی رائے۔

"یہ رسالہ اردو کا ایک قیمتی اور معیاری رسالہ ہے اس حد سے معاشیات سیاسی اور دو صحافت میں اپنی نوعیت کا واحد نمونہ ہے۔ مضامین سادہ ہیں، صرف اچھے خیالات پیدا ہوتے ہیں۔

قیمت سالانہ پانچ روپیہ

ملنے کا پتہ:- دفتر مجلہ طیلسانین انجمن طیلسانین جامعہ عثمانیہ

خانہ نمبر ۸ باغ عامہ

حیدرآباد

دکن

اشتہار

حاضری مدعا علیہ بغرض انفصال قطعی

مقدمہ دیوانی مطالبات خفیفہ ادائی ... عدالت ...

اشتہار مطلع ذیل

نمبر مقدمہ ... خفیفہ باجلاس مولوی سید احمد علی خاں صاحب ... ایل ایل بی لندن ایل ایل ایم لندن بار ایٹ لا ناظر شتم

کشن سوامی راجیا مدعی بنام یوپرتی کنڈل راؤ وغیرہ مدعا علیہم

(۱) یوپرتی کنڈل راؤ ولد .... قوم برہمن عمر ۵۰ سال پیشہ زراعت وغیرہ ساکن پینٹہ کورٹ پرگنہ ... تعلقہ ... ضلع ...

(۲) یوپرتی ... راؤ ولد کنڈل راؤ عمر ... سال پیشہ زراعت وغیرہ ساکن پینٹہ کورٹ پرگنہ تعلقہ ... ضلع ...

(۳) یوپرتی سری ... راؤ ولد کنڈل راؤ قوم برہمن عمر ... سال پیشہ زراعت وغیرہ ساکن پینٹہ کورٹ پرگنہ تعلقہ ... ضلع ...

ہر گاہ مدعی نے تمہارے مقابلہ میں ایک نالش بابتہ (...) کی دائر کی ہے جس کو جوابدہی کے لئے تمہارے نام متعدد مرتبہ سمن اجرا کئے گئے جو تمہاری عدم موجودگی کے سبب تمہارے مسکونہ مکان پر چسپاں کئے گئے لیکن پیشی پر تم حاضر نہیں ہوئے جس سے پایا جاتا ہے کہ تم عمداً تامل کر رہے ہو اور تعمیل سے بچنے کے لئے روپوش ہوگئے ہو لہذا حسب استدعاء مدعی تمہاری حاضری کے لئے یہ اشتہار اخبار میں طبع کرایا جاتا ہے اور تم کو اس کی بذریعہ اطلاع دی جاتی ہے کہ بتاریخ ... ماہ خورداد ... بوقت ۱۰ بجے روز ... شنبہ اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر جواب دہی مقدمہ مذکور کرو نیز تم کو یہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ تاریخ مذکور ... اس مقدمہ کے انفصال قطعی کے لئے قرار پائی ہے۔ لہذا تم کو لازم ہے کہ اسی روز جملہ دستاویزات اور گواہان کو پیش کرو جن پر تم تائید اپنی جواب دہی کے استدلال کرنا چاہتے اگر تم روز مذکور حاضر نہ ہوں گے تو مقدمہ تمہاری غیر حاضری میں مسموع اور فیصل ہوگا۔

آج بتاریخ ... ماہ خورداد ... میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔ دستخط

سرشتہ دار

سرشتہ دار

(مطبوعہ پریس چارمنار میں طبع ہو کر باہتمام سید حسنا (عثمانیہ) دفتر حکمت سائبخو ڈپ سے شائع ہوا۔